

صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی خیبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 22 مارچ 2016ء بمطابق 12 جمادی

الثانی 1437 ہجری بعد از دوپہر تین بجے دس منٹ پر منعقد ہوا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر، مہرتاج روغانی مسند صدارت پر متمکن ہوئیں۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّلَامَةُ الْكُبْرَىٰ O يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَىٰ O وَبُرَزَتِ أَلْحَجِيمُ لِمَنْ يَرَىٰ O فَأَمَّا
مَنْ طَغَىٰ O وَءَاتَىٰ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا O فَإِنَّ أَلْحَجِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ O وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى
النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ O فَإِنَّ أَلْحَجَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ O يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَلُهَا O فِيمَ أَنْتَ
مِنْ ذِكْرِهَا O إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَلُهَا O إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ مَّن يَخْشَاهَا O كَانَتْهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَسُوا إِلَّا
عَشِيَّةً أَوْ ضُحُلُهَا۔

(ترجمہ): توجہ بڑی آفت آئے گی، اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا اور دوزخ دیکھنے والے کے
سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی۔ تو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا۔ اس کا ٹھکانہ دوزخ
ہے۔ اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا اس کا ٹھکانہ
بہشت ہے (اے پیغمبر، لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا؟۔ سو تم
اس کے ذکر سے کس فکر میں ہو۔ اس کا منتہا (یعنی واقع ہونے کا وقت) تمہارے پروردگار ہی کو (معلوم
ہے)۔ جو شخص اس سے ڈر رکھتا ہے تم تو اسی کو ڈر سنانے والے ہو۔ جب وہ اس کو دیکھیں گے (تو ایسا خیال

کریں گے) کہ گویا (دنیا میں صرف) ایک شام یا صبح رہے تھے۔ وَأَجِزِ الدَّعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جزاکم اللہ۔ رَبِّ اَشْرَحْ لِي صَدْرِي۔ وَيَسِّرْ لِي اَمْرِي۔ وَاَحْلِلْ عُقْدَةَ مِن لِسَانِي۔
يَفْقَهُوا قَوْلِي۔

اراکین کی رخصت

Madam Deputy Speaker: First of all, the leave applications and their names are: Dr Amjad Ali, Janab Azam Khan Durrani, Janab Muhammad Arif Ahmadzai, Raja Faisal Zaman, Janab Akbar Ayub, Haji Habib-ur-Rehman, Sardar Soran Singh, Alhaj Ibrar Hussain, Mian Zia-ur-Rehman, Janab Mohibullah Sahib, Mohtarama Khatoon Bibi, Mohtarama Nadia Sher Khan, Mohtarama Dina Naz, Janab Saleh Muhammad, Mr. Fazal Hakeem Khan., their leaves may be granted, do you agree?

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The leave is granted. Thank you. Today is one point agenda only.

جناب شوکت علی یوسفزئی: محترمہ سپیکر صاحبہ! زہ یواہمہ خبرہ کول غوارمہ او ہغہ دا چہ زما حلقہ سرہ، زما حلقہ نہ علاوہ تقریباً تولو حلقو تہ دا ایشو دہ او روزانہ مونہر پسی خلق راخی چہ دا شناختی کارڈونہ چہ دی، دا بلاک دی نو مونہر سرہ دہی خہ حل نشتہ۔ دہی اسمبلی قرارداد ہم پیش کرے دے او زما خو دا ریکویسٹ دے چہ کم از کم کہ شوک مشکوک وی، دہغوی دہ پارہ دہ خہ طریقہ کار وضع کری، چہ کوم مشکوک خلق دی، پاکستانیان نہ دی او ہغوی تہ کارڈ ایشو کول نہ غواری گورنمنٹ نو پکار دہ چہ دہغوی پراپر خہ طریقہ کار اختیار کرے شی۔ اوس دا خونہ دہ چہ ہر پاکستانی کہ ہغہ تہ مہمند لیکلے شوے وی یا ہغہ تہ آفریدے لیکلے شوے وی یا ہغہ تہ اورکزئی لیکلے شوے وی نو ہغہ بانڈی شک وی چہ دا افغانی دے یا غیر ملکی دے، نو زما خیال سرہ دا طریقہ کار تھیک نہ دے، خلق دہ زیات پریشانہ دی، دوہ، دوہ کالونہ، درہی درہی کالونہ دہ خلقو شناختی کارڈونہ تے بند کری دی نو خہ طریقہ کار رااوباسی۔ اکثر مونہر دا اورو چہ خلق پسی ورکری نو دہغی نہ پس بیا دہغوی شناختی کارڈونہ جوہ شی، نو زما بہ دا ریکویسٹ وی چہ کم از کم کہ دہی وفاقی حکومت تہ دا یو درخواست اوشی چہ کم از کم چہ کہ چا بانڈی

شک وی، بالکل مونبر اعتراض نہ کوؤ، مونبر غلط نہ Attestation کوؤ، نہ د هغوی حمایت کوؤ خو چہ کوم Genuine پاکستانیان دی، د هغوی شناختی کارڈ بلاک کول دا ظلم دے حکمہ خلق غریبانان دی، بھر نوکریانو د پارہ عی، بیا د هغوی پاسپورٹ نہ جوڑی۔ دویمہ اہمہ مسئلہ دا دہ چہ ترانسفارمری دی جی، ترانسفارمری زمونبر یو طریقہ کار دے واپدا سرہ، بھر پہ درہ لکھہ ترانسفارمری ملاویری، واپدا مونبر لہ پہ دیارلس لکھہ را کوی او مونبر پیسہ ہم جمع کرو، د 2014 نہ مونبر پیسہ جمع کړی دی او مونبر تہ ترانسفارمری نہ ملاویری، نو دا تاسو کہ خپل پیسکو چیف را او غواړئ دلته او خومرہ چہ زمونبر ممبران دی، د هغوی Grievances، اوس گرمی را روانہ دہ، بیا بہ دا لوڈ شیدنک وی، بیا بہ دا بجلی خرابی، ترانسفارمری بہ ڈزیری نو د دہی خہ طریقہ کار را اوباسی چہ مونبر خپلی پیسہ جمع کوؤ، مونبر تہ د هغہ خپلو پیسو ترانسفارمری ہم نہ ملاویری نو بیا بہ د دہی خہ حل وی؟ نو دغہ تاسو تہ گزارش دے چہ د دہی خہ حل مونبر لہ را اوباسی یا پیسکو چیف را او غواړئ چہ دلته هغوی سرہ میتنگ او کړو چہ کومو ایم پی اے گانو خپلی پیسہ جمع کړی دی چہ کم از کم هغوی تہ خو ترانسفارمری ملاؤ شی۔ ڈیرہ مہربانی۔

Madam Deputy Speaker: Thank you Shaukat, for your concern.

جناب شکیل احمد (مشیر برائے بہبود آبادی): محترمہ سپیکر صاحبہ!

Madam Deputy Speaker: Let me finish please, I will answer him first. Thank you Shaukat, you are very right; it's federal issue.

(Interruption).

مشیر برائے بہبود آبادی: تاسو لہ کورم او گوری پلینز، کورم پورا نہ دے جی۔

Madam Deputy Speaker: Can you please count the people? Okay, we will count the people (Interruption) we دو منٹ کیلئے پلینز یہ بل بجادیں، we will wait for two minutes.

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

Madam Deputy Speaker: Okay, we will adjourn it for just fifteen minutes, we will come back after fifteen minutes.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد محترمہ ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئیں)

Madam Deputy Speaker: So as you all know, it's one point agenda and this is regarding the Law and Order situation. I will request Maullana Lutf ur Rehman Sahib, پلیز، تاسو ستیارت کری۔

جناب بخت بیدار: میڈم! پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر۔

Madam Deputy Speaker: Okay.

جناب بخت بیدار: شکریہ میڈم۔ زہ ستا سو پہ توسط سرہ د دې ایوان دې ضروری خبرې ته مخه راگرخومه چې ټوله صوبه کبني ټينډرې بندې شوې دي، فنا نس ريليز نه کوي او هر اخبار کبني تاسو وينئ چې لکه مثال خبره کوم چې ايجو کيشن ډيپارټمنټ تر اوسه پورې تيس پر سنټ ريليز کرے دے، پچيس پرسنټ او دغه شان نور ډيپارټمنټس چې چاله ورخو نو وائی پيسه نشته، تهه کيدارنو کار کرے دے او د تهه کيدارنو کار که اودرپري، کيدې شي بيا د ميټريل قيمت هم اوچت شي۔ زه په دې نه پوهيرمه چې حکومت د دې په باره کبني خه سوچ کوي او کوم طريقه کار اپناوهی، دا خود مارچ مياشت ده او جون ته زما خيال دے چې دوه مياشتې پاتې دي، نوزه به درخواست کومه حکومتی وزير صاحب ته، هر څوک چې جواب را کوي، زه په دې تائم کبني په خپل پوائنټ آف آرډر باندي يوه خبره ده، د هائر ايجو کيشن منسټر هم ناست دے چې د اټهائيس کالجونو يو کال اوشو پرنسپلان نشته او دغه شان بي لگامه پراته دي، لهدا امن و امان خو هم ډير ضروری خبره ده خود دې صوبې چلول، خه خبره پکار ده۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مشتاق غنی صاحب! جواب دیں گے؟، but I don't want any debate, please you will answer and then we will go straight to the agenda.

جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم): تھینک یو، میڈم سپیکر!

(شور اور قطع کلامی)

Madam Deputy Speaker: Mushtaq Ghani Sahib, you carry on.

مشیر برائے اعلیٰ تعلیم: اصل میں آج تو لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے، میڈم سپیکر! آپ کا شکریہ۔ جیسے آزیبل ممبر نے بات کی، اصل بات یہ ہے کہ ADP, Mid Review ہو چکی ہے اور اسی Week میں صورتحال واضح ہو جائے گی اور جن جن ڈیپارٹمنٹس کی ڈیمانڈز ہیں، ان کو ریلیز بھی شروع ہو جائے گی۔

اور ابھی چونکہ فیڈرل گورنمنٹ سے بھی 25 بلین کا ہمیں انتظار ہے جو انہوں نے Commit کیا ہوا ہے، وہ بھی ہمیں امید ہے کہ جلد ہی مل جائیں گے اور اس کے بعد یہ صورت حال جو ہے یہ بہتر ہو جائے گی اور اداروں کے جتنے کام ہمارے چل رہے ہیں ان کیلئے فنڈنگ فنانس ڈیپارٹمنٹ ریلیز کر دے گا۔

امان و امان کی صورت حال پر بحث

Madam Deputy Speaker: Okay, we will start with agenda please, Moullana Lutf ur Rehman Sahib.

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اتنے اہم نکتے کی طرف، آج کے اجلاس کا ایجنڈا بھی اسی بنیاد پر ہے اور مجھے افسوس بھی ہے کہ اتنے اہم مسئلے پر آج اس ایوان میں ڈسکشن ہونا تھی اور جو صورت حال آپ دیکھ رہی ہیں، اس کو کس سنجیدگی سے انہوں نے لیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ہمارا صوبہ ہے اور ہم عجیب سی صورت حال سے گزر رہے ہیں، آج صورت حال یہاں تک پہنچ چکی ہے اور بے حسی کی انتہا ہو گئی اس حوالے سے کہ واقعات تسلسل کے ساتھ ہو رہے ہیں، بم بلاسٹنگ ہو رہی ہے، ہماری چار سدرہ یونیورسٹی میں سٹوڈنٹس پر جو خود کش دھماکے ہوئے، اس میں جو ہمارے سٹوڈنٹس، ہمارا جو مستقبل ہیں، وہ جس طریقے سے شہید ہوئے، اس کے بعد چار سدرہ (شہقدر) جو کچھری میں ہوا، اس کے بعد یہاں پشاور میں بس میں جو دھماکہ ہوا، تسلسل کے ساتھ یہ دھماکے جناب سپیکر! ہو رہے ہیں اور ہماری جو بے حسی ہے وہ آپ کے سامنے ہے، دنیا کے سامنے ہے۔ ایک ٹائم تھا، ایک زمانہ تھا جب افغانستان میں کوئی میزائل گرتے تھے تو پھر ان کی صورت حال یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ بچے جا کر اس میزائل کو کھولنے کی کوشش کرتے تھے اور اس کو سکریب بنا کر بازار میں بیچنے کی کوشش کرتے تھے۔ آج ہماری صورت حال بھی اسی انداز میں ہمارے سامنے آرہی ہے کہ ہمارے لوگ مر رہے ہیں، ہمارے بچے مر رہے ہیں، ہمارے سکولوں میں دھماکے ہو رہے ہیں، ہماری جو سیکورٹی فورسز ہیں ان کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے، ان پہ دھماکے ہو رہے ہیں، ہم کہاں پہنچ رہے ہیں، کس جگہ پہ پہنچ رہے ہیں؟ اور ہماری بے حسی دیکھیں کہ ایوان میں آج اس اہم نکتے پر بحث ہو رہی ہے اور حکومت اس کو کس نظر سے دیکھ رہی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے؟ میڈم سپیکر! پشاور میں واقعہ ہوا، ہمارے سکول میں ہمارے ساتھ ملٹری سکول جو ہے اس میں دھماکہ ہوا اور وہ اتنا دلخراش منظر تھا جس کی بنیاد پر ہم نے پورے پاکستان کے تمام

ادارے اور سیاسی پارٹیاں اکٹھی کیں اور ہم نے اکیسویں ترمیم لائی جناب سپیکر! اور ہم نے ایک زہر کا گھونٹ پیا، وہ زہر کا پیالہ ہم نے پیا، ایک مشکل فیصلے پر ہم آئے، جمہوری دور میں ہم اگر فوجی عدالت کو اجازت دیتے ہیں تو اس سے بڑا اور مشکل فیصلہ کوئی ہو نہیں سکتا اس میں، آج ہم دیکھتے ہیں ہمارے جو رویے ہیں، رویوں سے جو ہم آگے ماحول بناتے ہیں سپیکر صاحبہ! تو اس سے ہم میں جو نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں تو وہ ہماری، ہم دہشت گردی کو ختم کرنا چاہتے ہیں، رویے ہمارے ایسے ہیں کہ ہم نفرت کے بیج بوریے ہیں، ہم نے مشکل فیصلے کئے، ہمارے صوبے میں ضرب عضب چل رہا ہے، طریقہ کار سے اختلاف ہو سکتا ہے، تمام پارٹیوں نے ایک جگہ پر بیٹھ کر تقویت دی تاکہ ہم امن کی طرف جا سکیں اور آج تقریباً دو سال کا عرصہ مکمل ہونے والا ہے اور ہم نے اس وقت بھی بات کی تھی کہ فوکس کرنا ہے اور ایک محدود مدت میں ہم نے کوشش کرنی ہے کہ ہم اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں، نتیجے کے طور پر ہم دہشت گردی کو ختم کر سکیں، نتیجے کے طور پر ہم امن کی طرف جا سکیں اور ہم دس سے پندرہ لاکھ لوگ جو ہیں ہم نے ان کو بے گھر کیا، وہ آئی ڈی بیگز جو ہمارے سامنے ہیں، آج وہ گھروں میں نہیں جا سکتے، ان کی واپسی نہیں ہوئی، ان کے ساتھ جو ہمارے رویے ہیں سپیکر صاحبہ! تو وہ رویے یہاں میں سمجھتا ہوں کہ بیان کرنے کے بھی نہیں ہیں کہ وہ رویہ ان کے ساتھ رکھتے ہیں، ہم سرے سے انہیں پاکستانی ہی نہیں سمجھتے، ہم سرے سے اس طرف سوچ ہی نہیں رہے کہ ہم نے ان کی واپسی بھی کرنی ہے، باعزت واپسی کرنی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ یہ ہمارا پشتون کلچر ہے، جن کو آپ بے گھر کرتے ہیں تو ان کی صورت حال کیا ہوتی ہے؟ اور جب آپ ان کو بے گھر کر کے اور پھر ان کو گھر کی طرف لے جانے میں، نہ ان کا گھر ہو، نہ ان کا سامان ہو، اور ان کے ساتھ رویہ اس انداز میں ہو کہ آپ ان کو باعزت طریقے سے اپنے گھر کی طرف نہیں لے جا سکتے، ہمارے رویے تو اس انداز میں ہیں کہ ریمنڈ ڈیوس کو تو ہم اجازت دے دیں، دیت کے قانون میں ہم ان کو اجازت دے کے باہر بھیج دیتے ہیں اور قادری کو پھانسی دے دیتے ہیں، ہمارے پاس اس کا کوئی اچھا حل سپیکر صاحبہ! نہیں ہے، ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہر کوئی قانون اپنے ہاتھ میں لے اور اس کو استعمال کرے، یہ کبھی بھی ہمارا مقصد نہیں ہے لیکن اگر آپ دوسرے لوگوں کو جب کھلم کھلا وہ قتل و غارت گری کرتے ہیں اور پھر آپ ان کو دیت کے قانون میں اجازت دیتے ہیں اور دوسری طرف یہ صورت حال ہو تو یہ رویے، اور یہ کیا پیغام اور میسج ہم دنیا کو بھی دینا

چاہتے ہیں اور اپنی قوم اور لوگوں کو بھی دینا چاہتے ہیں؟ سپیکر صاحبہ! میں اپنے صوبے کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں تو چاہیے یہ تھا کہ اب تک ہمارے آئی ڈی بیز کی Rehabilitation شروع ہو چکی ہوتی، ہماری ضرورت تھی کہ ان لوگوں کیلئے ہم وہ کام کرتے لیکن آج تک ہم وہ کام نہیں کر سکے، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی سپیکر صاحبہ! اور ہم یہ بھی سمجھتے تھے کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ حکومت اگر اس پر کریڈٹ لینا چاہتی ہے کہ ضرب عضب کے نیچے ہم اپنے صوبے میں نیچے جو جرائم سپیکر صاحبہ! ہو رہے ہیں، ان کو شاید ہم کنٹرول کر سکیں اور ان کو کنٹرول کر کے ہم لوگوں کو کسی حد اور کسی درجے میں ہم اگر امن دے سکتے ہیں تو پھر تو ٹھیک تھا، پھر ہم سمجھتے اور ہم نے اس پہ کوئی بات نہیں کی۔ چار سہ میں جب دھماکہ ہوا اور ہم نے اپنا پروگرام کینسل کر کے جب ہم آئے تو میں چیف منسٹر کے ساتھ وہاں چار سہ یونیورسٹی میں خود ساتھ تھا تاکہ ہم میج دے سکیں کہ دہشت گردی کے حوالے سے ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم اس میں تعاون کریں گے تاکہ ہم دہشت گردی کو ختم کر سکیں، یہ کریڈٹ جو ہے حکومت لے جاتی، ہمیں کوئی مسئلہ نہیں تھا، ہم سمجھتے تھے کہ نیچے کے جو جرائم ہیں، ان حالات سے فائدہ اٹھا کر حکومت اگر ان جرائم کو ختم کر سکے تو تب بھی بڑی بات تھی سپیکر صاحبہ! لیکن بد قسمتی سے ایسا ہو نہیں رہا، ہم صرف نعروں پہ جاتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس پہ ہم نے کامیابی حاصل کی، میں سمجھتا ہوں کہ آج بھتہ خوری انتہا پر ہے سپیکر صاحبہ! اور ہم کہتے ہیں جی کہ ہم نے پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، ہم نے سیاست پولیس سے ختم کر دی ہے، ڈاکہ زنی، اغوا برائے تاوان عروج پر ہو لیکن ہم نے اپنی پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، عورتوں کے خلاف جرائم عروج پر پہنچے ہوں، بلیک میلنگ عروج پر ہو، ٹارگٹ کلنگ اسی طرح سے کہ اگر کوئی تاجر پیسہ نہیں پہنچا رہا تو اس کو قتل کر دو، ٹارگٹ کلنگ میں جا کر ان کو شہید کیا جا رہے سپیکر صاحبہ! اور ہم کہتے ہیں کہ جی ہم نے پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، آخر ہمیں بھی سمجھایا جائے کہ یہ پولیس غیر سیاسی، آج تک ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آ رہا اور یہ پولیس شاید جرائم کو کنٹرول کرنے کیلئے بنی ہو تو اگر آپ کریڈٹ لیتے ہیں تو اس بات کا لیتے، اور میں سمجھتا تھا کہ جب ضرب عضب شروع ہے تو تب تو ہم ان جرائم کو بھی یہ جو نیچے چھوٹے جرائم اور یہاں پر چھوٹے چھوٹے گروپس یہ جرائم کر رہے ہیں، ہم ان کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک بہت بڑے تاجر کو قتل کیا گیا، اس کو شہید کیا گیا اور یہ ٹارگٹ کلنگ اور اغوا

برائے تاوان روزمرہ کی روایت بن چکے ہیں لیکن ہم جب بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جی ہم نے پولیس کو غیر سیاسی بنادیا ہے، یعنی پولیس غیر سیاسی، جرائم عروج پر جائیں، پولیس غیر سیاسی، بھتہ خوری عروج پہ جائے، پولیس غیر سیاسی، ڈاکہ زنی عروج پہ جائے، بلیک میلنگ عروج پہ جائے، پیسے نہ پہنچائے جائیں تو ٹارگٹ کلنگ ہو، ابھی ڈی آئی خان میں پرسوں ایک ٹارگٹ کلنگ ہوئی ہے، تو ہمیں بتایا جائے، آخر ہمیں یہ سمجھایا جائے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس حوالے سے اور ہمیں یہ بھی بتایا جائے کہ آخر ہم جو جنگ لڑ رہے ہیں تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں، آسمان سے ٹپکتے ہیں یہ خود کش یا زمین ان کو لگتی ہے، یہ کہاں سے آتے ہیں؟ ہمیں یہ بھی بتایا جائے کس طرح ان جگہوں تک پہنچا جاتا ہے، آخر ہم کس کنارے پہ سپیکر صاحبہ! بیٹھے ہیں، ہم کہاں پر بیٹھے ہیں؟ اور ہم نان ایشوز کو تو مسئلہ بنا کر پیش کرتے ہیں لیکن جو ہمارا اصل مسئلہ امن کا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی جب ناراض ہوتے ہیں تو ہمیں روزگار کے حوالے سے، معیشت کے حوالے سے اور جو امن ہے، اس کو بد امنی میں تبدیل کرنا، معیشت کو اور آپ کے روزگار کو اور آپ کے کاروبار کو ختم کرنا، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب آپ ٹھیک نہیں ہوں گے اور آپ کی سوچ اور لائن ٹھیک نہیں ہوگی تو پھر میں یہ کر سکتا ہوں کہ میں آپ سے یہ چھین لوں، تو اگر امن نہیں ہوگا تو پھر ہمارا روزگار نہیں ہوگا، کاروبار نہیں ہوگا، امن نہیں ہوگا، امن کے ساتھ معیشت جڑی ہوئی ہے، لازم و ملزوم ہیں، قرآن بارہا ذکر کرتا ہے، تو امن اور معیشت کو لازم و ملزوم کیا ہوا ہے، اگر امن نہیں ہوگا تو معیشت نہیں ہوگی، اسی وجہ سے ہمارے جتنے بھی کاروباری طبقے ہیں، ہمارے جتنے بزنس مین ہیں، ہمارے جتنے پڑھے لکھے لوگ ہیں، آپ کا صوبہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں، پاکستان کے کسی حصے میں چلے گئے، جن کا بس چلا پاکستان کو چھوڑ کر بیرونی ممالک چلے گئے، آپ کا یہ تاجر طبقہ یہاں سے جا رہا ہے کیونکہ ہم ان کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ ضرب عضب، دہشت گردی کی یہ جنگ اپنی جگہ پر ہے لیکن یہاں پر جو کاروباری طبقہ ہے جو یہاں پہ زندگی گزار رہا ہے، جو آپ کے رحم و کرم پر ہے، ہم اس کو بھی تحفظ نہیں دے سکتے۔ آپ اخبارات اٹھا کر دیکھیں، ان کی سرکولیشن آپ دیکھیں، وہ کتنی کم ہوئی ہے؟ اسی طرح انگریزی اخباروں کو آپ دیکھیں کہ ان کی سرکولیشن کتنی کم ہوئی ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ کا پڑھا لکھا طبقہ یہاں سے چلا گیا جو وہ اخبار لیتا تھا، آج وہ اخبار نہیں لے رہے، تو لاء اینڈ آرڈر کی سٹیجیشن کی ذمہ داری ہماری نہیں ہے؟ ہمارے محترم ہائر ایجوکیشن

کے منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ جی ہمیں ایف سی کی ضرورت ہے اور ہمیں ایف سی نہیں مل رہی، تو شاید ہم یہ الزام مرکز پہ ڈال دیں کہ ادھر سے ہمیں ایف سی نہیں مل رہی جس کی وجہ سے ہم یہاں پہ کنٹرول نہیں کر پیا رہے اور یہ دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ میں بھی میڈیا پہ سن رہا تھا اور یہ بات میں نے سنی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پہ تو ہمارے چیف منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ جی ریجنرز کی ضرورت ہے، بھی یہ کراچی کی صورت حال نہیں ہے، آپ کے پاس پوری آرمی پڑی ہوئی ہے یہاں پر اور آپ کو ضرورت پڑ رہی ہے ایف سی کی یا آپ کو ریجنرز کی ضرورت پڑ رہی ہے، ان کی ضرورت نہیں ہے، اپنی حکمت عملی پر سوچنا چاہیے، ہم تو تب بھی کہتے تھے، آج بھی کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے وہ آپ کے اختیار میں نہیں ہوگی، بین الاقوامی طور پر جو دہشت گردی کے خلاف جو جنگ لڑی جا رہی ہے، آج صدر اوباما صاحب کہتے ہیں کہ دس سال تک یہ حالات ہوں گے، ہم کہتے ہیں کہ سال ڈیڑھ سال تک ہوں گے، اب آپ بتائیں کہ ہم کس کی بات پر اعتماد کریں گے؟ ان لوگوں کی کہ جو بین الاقوامی طور پر اس جنگ میں ہیں اور ہم اس کا حصہ ہیں، ان کی بات پر یا ہمارے اپنے لوگوں کے اوپر جو کہتے ہیں کہ یہ ایک سال یا ڈیڑھ سال میں یہ حالات ہوں گے اور اس کے بعد ٹھیک ہو جائیں گے؟ تو یہ ہماری اس حکومت کی ذمہ داری ہے، اگر وہ مسائل ہمارے حکومت کے ہاتھ میں نہیں ہیں کہ ہمیں یہ جواب دے کہ جی یہ دہشت گردی والا مسئلہ جو ہے وہ پالیسی، حکمت عملی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے لیکن جناب سپیکر صاحبہ! جو ہمارے ان شہروں میں اور یہاں پہ جو کچھ ہو رہا ہے، کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے؟ ہم حکومت کے ساتھ کھڑے ہیں، یہ مسئلہ صرف ان کا نہیں ہے، ہم سب جو معاشرے میں رہتے ہیں، ہم سب کیلئے یہ مسئلہ ہے لیکن ذمہ داری تو بہر حال حکومت کی ہے۔ اگر ہم اسی طرح کہتے رہے کہ پولیس غیر سیاسی ہے اور ہم نے کرنا کچھ نہیں ہے اور سب کچھ ہوتا ہے اور حکومت کے یہاں پہ ہوتے ہوئے یہ سب کچھ جو جرائم کے اعتبار سے عروج پہ پہنچتا ہے اور ہم آرام سے بیٹھیں، یہ ہو نہیں سکتا، یہ اسمبلی ہے، ہم نے یہ احساس آپ کو دلانا ہے کہ یہ ذمہ داری آپ کی ہے اور اس کو کس طریقے سے کنٹرول، کم از کم اس کو تھوڑا سا کنٹرول تو کر لیں اور یہ کریڈٹ آپ کو جائے گا، یہ فائدہ آپ کو جائے گا، جائے آپ کو یہ کریڈٹ اور اس کے نتیجے میں اگر لوگوں کو آپ امن دے سکتے ہیں تو اس سے بڑی بات ہو نہیں سکتی لیکن ایسا ہے نہیں۔ اب میں نے سٹارٹ میں جو بات کی کہ یہ احساس اور یہ چیزیں ہم کہاں سے

لائیں کہ وہ ہم دلا سکیں کہ یہ ضرورت ہے، یہ چیز کرنی ہے؟ آئے روز ہم بھی سنتے ہیں کہ آج جو ہے فلاں جگہ پہ چھاپہ مارا گیا ہے اور اس طرح لوگوں کو پکڑا گیا ہے، آج فلاں جگہ پہ چھاپہ مارا گیا اور اس طرح کے لوگوں کو پکڑا گیا، ریزلٹ کے اعتبار سے ایسا کچھ ہو نہیں رہا، کیوں؟ اگر یہ سارے لوگ پکڑے جا رہے ہیں تو پھر ریزلٹ کیوں نہیں آ رہا؟ پھر ہم کیوں دیکھ رہے ہیں کہ ٹارگٹ کلنگ بھی اسی طرح جاری ہے، بم دھماکے بھی اسی طرح سے جاری ہیں، ریزلٹ کہاں سے آئے گا؟ ریزلٹ ہونا چاہیے، نتیجتاً ہم لوگوں کو وہ تحفظ دے رہے ہیں کہ نہیں دے رہے؟ تو ہم ایک Worst صورت حال کے ساتھ گزر رہے ہیں، ملک ہمارا اپنا ہے، اس ملک میں ہم نے رہنا ہے، اس ملک کے تحفظ کیلئے ہم نے وہ سب کچھ کرنا ہے، ملک ہو گا تو سب کچھ ہمارا ہے، اگر ملک نہیں ہو گا تو پھر ہمارا کیا ہو گا؟ تو اس ملک کو بھی اس چیز کی ضرورت ہے اور یہ اہم مسئلہ ہے، اگر سنجیدگی سے اس مسئلہ کو نہیں لیا جاتا تو ہم بتدریج کمزوری کی طرف جائیں گے، ہم نفرتوں کی طرف جائیں گے، ہم نے اپنے رویوں کو ٹھیک کرنا ہے۔ سپیکر صاحبہ! یہ چند باتیں تھیں اور میں چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے رحمتوں سے اور اس کے معاف کرنے کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے، اللہ تعالیٰ آپ کے اور ہم سب کے دامنوں کو خوشیوں سے بھر دے، ہماری جو ناامیدی ہے، اللہ تعالیٰ امیدوں سے بھر دے، وہ امیدیں بھر آئیں کہ ہم بہتر مستقبل کی طرف جا سکیں لیکن یہ تب ہو گا جب اس ساری صورت حال کو آپ کو سمجھنا ہو گا، ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اس پر آنکھیں بند کر دیں اور یہ سب کچھ ہوتا رہے اور ہم نعرہ یہ لگاتے رہیں پوری دنیا میں کہ ہم نے پولیس کو غیر سیاسی بنا دیا ہے، اس طرح نہیں چلے گا، اب یہ بات آگے نہیں چل سکتی تو میں اجازت چاہوں گا، بہت بہت شکریہ، سپیکر صاحبہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Moullana Sahib. I hope Home Department and Police Department are here because I requested you people this morning, and after every two speakers from the Opposition, I will ask one from the Treasury Bench. So, next is Moullana sorry, Sardar Aurangzeb Nalotha Sahib.

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ، میڈم سپیکر صاحبہ۔ اگر اجازت ہو تو ہمارے صوبے سے تعلق رکھنے والے ایک معتبر صحافی، سینئر صحافی امجد عزیز ملک نے ایشیاء کی سطح پر قائم 'ایشین سپورٹس جرنلسٹ فیڈریشن' کے انتخاب میں حصہ لیا اور وہ سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے

کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے، ان کا تعلق ہمارے صوبے سے ہے، تو میں اس فورم پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ وہ وطن عزیز پاکستان کا نام ایشیاء میں روشن کریں گے، جو ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے تو میں اس صوبائی اسمبلی کی طرف سے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تو جناب سپیکر صاحبہ، میں لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر آپ نے جو یہ بہت ایک اہم ایثو ہے جس کو آپ نے ایجنڈے پر رکھا ہے سپیکر صاحبہ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، مولانا صاحب نے بہت تفصیل سے بات کی ہے امن و امان کے حوالے سے، جناب سپیکر صاحبہ! یہ کسی ایک جماعت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ گزشتہ چودہ پندرہ سالوں سے جو اس ملک اور ہمارے صوبے کا حشر ہوا جس میں ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں اور مارنے والوں کو یہ پتہ نہیں تھا کہ ہم کیوں مارے ہیں اور مرنے والوں کو بھی نہیں پتہ تھا کہ ہمیں کیوں شہید کیا جا رہا ہے؟ بہر حال جناب سپیکر صاحبہ! 11 مئی 2013 کو جو الیکشن ہوئے، اس الیکشن میں پاکستانی قوم نے اور صوبے کے عوام نے تبدیلی لائی، وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ دہشتگردی ختم ہو اور ہمیں تحفظ ملے، امن ملے، چونکہ کسی بھی حکومت کی چاہے وہ صوبے کی حکومت ہو، چاہے وہ مرکز کی حکومت ہو، ان کی اولین ترجیح اپنے عوام کو تحفظ فراہم کرنا ہوتا ہے اور اسی لئے اس قوم نے مرکز میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کو مینڈیٹ دیا، صوبے میں پاکستان تحریک انصاف کو مینڈیٹ دیا اور ان کی یہ خواہش تھی کہ یہ صوبہ جو اس وقت دہشتگردی کی آگ میں جل رہا ہے، یہاں پر بھتہ خوری، ٹارگٹ کلنگ، انغواء برائے تاوان کی وارداتیں عروج پر تھیں تو صوبے کے عوام کی یہ خواہش تھی کہ تحریک انصاف اس صوبے کو امن دے گی، یہاں پر وہ اچھی اچھی پالیسیاں امن و امان کے حوالے سے وضع کرے گی، اور جس سے صوبے کے عوام کو تحفظ ملے گا۔ جناب سپیکر صاحبہ! اس ایثو کے اوپر، یہ ایسا Burning issue ہے، اس کے اوپر تمام سیاسی جماعتیں اکٹھی ہیں، پوری قوم اکٹھی ہے، بالخصوص آرمی پبلک سکول والے واقعے کے بعد پرائم منسٹر صاحب خود یہاں پر تشریف لائے اور تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے مل کر اس آگ کو بجھانے کیلئے اپنا اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کی۔ بہر حال جناب سپیکر صاحبہ! آج بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بھی اس کے اوپر نوٹس لینا چاہیے جس طرح میں نے کہا کہ اپنے عوام کو تحفظ فراہم کرنا صوبائی اور مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن یہ دیکھ کر انتہائی دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ آج کے اس ایثو کے

اوپر آپ دیکھ لیں (حزب اقتدار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) صوبائی حکومت کی کیا حالت ہے؟ اگر صوبائی حکومت سیر لیس ہوتی، صوبائی حکومت اس صوبے میں امن قائم کرنا چاہتی تو آج یہاں پر صوبائی حکومت کی یہ سیٹیں خالی نہ ہوتیں جناب سپیکر صاحبہ! اس کے اوپر آپ کو بھی نوٹس لینا چاہیے، اس کے اوپر اس قوم کے بچے بچے کو نوٹس لینا چاہیے، کون آئے گا، کون اس صوبے کے اندر امن قائم کرے گا، ٹارگٹ کلنگ کو ختم کریگا، بھتہ خوری کو ختم کرے گا، دہشتگردی کو ختم کرے گا جناب سپیکر صاحبہ؟ ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا ہوگا، اب بھی ہمارے پاس وقت ہے، اگر ہم سیر لیس نہ ہوئے تو اس قوم کا بچہ بچہ ہم سے حساب لے گا، ہمارا گریبان پکڑ کر اسے حساب لینا چاہیے کہ ہم نے کیا کیا ہے، ہم نے اس صوبے کے عوام کو کیا دیا ہے ان اڑھائی سالوں میں، تین سالوں میں؟ اپوزیشن چیخ چیخ کر پکارتی ہے، اپوزیشن کی تمام سیاسی جماعتیں یہ جو ایثو ہے اس کے اوپر ہم حکومت سے دو قدم آگے ہو کر حکومت کا ساتھ دینا چاہتے ہیں، جہاں پر ہماری ضرورت پڑے ہم ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ ابھی اپوزیشن لیڈر صاحب فرما رہے تھے کہ جب چار سدہ کا واقعہ ہوا تو چیف منسٹر صاحب نے جب دبئی ایئر پورٹ سے واپسی کا کہا کہ میں جاؤں گا، اتنا بڑا واقعہ ہو گیا ہے تو اپوزیشن لیڈر صاحب بھی ان کے ساتھ یہاں پر آئے، اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جتنی حکومت کی ذمہ داری ہے اس ایثو کے اوپر، اس کو کنٹرول کرنے میں وہاں اپوزیشن کی بھی ذمہ داری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر صاحبہ! کہ حکومت کے جو نمائندے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ذرا پہلے وضاحت کر دیں کہ انہوں نے اس صوبے کے عوام سے جو وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو امن و امان قائم کر کے دیں گے، اس کیلئے انہوں نے اڑھائی سالوں میں، تین سالوں میں کیا کیا ہے؟ پھر اس کے بعد اپوزیشن کی جہاں پر کوئی آراء، کوئی اچھی تجاویز آئیں گی تو ہم ان کو وہ تجاویز دیں گے، ہم قطعاً جناب سپیکر صاحبہ! یہ ایسا ایثو ہے اس کے اوپر ہم سیاست نہیں چکائیں گے نہ پوائنٹ سکورنگ کرنے کی کوشش کریں گے، ہم حکومت کی مدد کرنا چاہتے ہیں، جہاں پر ہماری ان کو مدد کی ضرورت پڑے گی، ہم ہر حال میں ان کو مدد فراہم کریں گے۔ جناب سپیکر صاحبہ! تمام اداروں کو غیر سیاسی ہونا چاہیے، پولیس کو بھی غیر سیاسی ہونا چاہیے، تمام اداروں کو غیر سیاسی ہونا چاہیے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس غیر سیاسی لفظ کا صوبے کے عوام کو کیا فائدہ پہنچا ہے؟ اب کوئی ممبر صوبائی اسمبلی، Even کہ منسٹر بھی میں سمجھتا ہوں پولیس کو کڑی

تنقید کا نشانہ نہیں بنا سکتا، چونکہ وہ غیر سیاسی ہو گئی ہے، جناب سپیکر صاحبہ! گلی محلوں کے اندر، یہ پشاور تو اب بھی میں سمجھتا ہوں، دہشتگردی کی آگ میں جل رہا ہے، اب بھی جل رہا ہے، گو کہ کافی حد تک، ضرب عضب آپریشن کے بعد، میں نے کہا ہے کہ میں اس کے اوپر پوائنٹ سکورنگ نہیں کرنا چاہتا لیکن پھر بھی جنرل راحیل شریف صاحب، پاکستان آرمی کے نوجوانوں، افسران نے اور ہماری سیکورٹی فورسز، پولیس نے بھی بڑی قربانیاں دی ہیں، ایک ایک ایجنسی نے اس دہشتگردی کے خاتمے کیلئے بڑی قربانیاں دی ہیں لیکن یہ ریزلٹ ہمیں نہیں مل سکا جناب سپیکر صاحبہ! جو ریزلٹ ملنا چاہیے تھا وہ ہمیں ابھی تک نہیں ملا ہے، اب بھی لوگوں کو ٹیلی فون کالز آرہی ہیں، لوگوں کو بھتہ لینے کیلئے ٹیلی فون کالز آرہی ہیں، ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے، اغواء برائے تاوان کے معاملات میں کمی نہیں آئی ہے، کیوں نہیں آئی ہے؟ اس کا جواب حکومت کو دینا ہو گا۔ اگر اس معاملے کو ہم سیریس نہیں لیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی پریشانی ہوگی، آئندہ کیلئے حکومت کیلئے پریشانی ہوگی۔ میں حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ خدار اس معاملے کو سیریس لے لیں اور اس کو مذاق نہ سمجھیں، آج یہ جو اس ایشو کیلئے ایوان، ایوان کے اندر یہ ایشو اس لئے نہیں لایا گیا ہے کہ ہم یہاں پر تقریریں کریں اور تقریریں کر کے ہم اپنے دل کی بھڑاس نکال دیں اور مشتاق غنی صاحب یا کوئی بھی حکومت کا نمائندہ مرکز کے اوپر ڈالے کہ مرکز والوں نے یہ کر دیا ہے، میرا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے، میں ان کے گریبان پکڑ لوں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا جوائنٹ پوری قوم کا مسئلہ ہے، صوبے کے عوام کے بچے بچے کا یہ مسئلہ ہے، تمام سیاسی جماعتوں کا مسئلہ ہے، ہمیں اس کے اوپر سر جوڑ کے بیٹھنا چاہیے اور اس مسئلے کے حل کرنے کی طرف ہمیں جانا چاہیے تاکہ ہم اپنے صوبے کے عوام کو تحفظ فراہم کر سکیں۔ آپ دیکھ لیں جو وارداتیں، ان گزشتہ دو تین مہینوں کو دیکھ لیں، ٹارگٹ کلنگ کی وارداتوں کو دیکھ لیں، بھتہ خوری کی وارداتوں کو دیکھ لیں، روز بروز یہ بڑھ رہی ہیں اور میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ تمام اداروں کو غیر سیاسی بنائیں لیکن اتنا غیر سیاسی بھی نہ بنائیں کہ ان سے پوچھنے والا کوئی نہ ہو، جناب سپیکر صاحبہ! آج آپ دیکھ لیں کہ یہاں پر اتنے اہم مسئلے کے اوپر بحث ہو رہی ہے اور سیکورٹی نافذ کرنے، سیکورٹی کے ادارے اور قانون نافذ کرنے والی جوائنٹس ہیں ان کے کتنے ذمہ داران یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں؟ تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو مذاق سمجھنے کے بجائے ہمیں اس کے اوپر سیریس ہو کر سوچنا چاہیے اور میری دعا ہے

کہ اللہ تعالیٰ اس صوبے کے عوام کو امن و امان نصیب فرمائے۔ چونکہ یہ ان کا حق ہے، یہ ہماری قسمت میں نہیں لکھا ہوا ہے کہ ہم نے ساہا سال دہشتگردی کی آگ میں اپنے بہن بھائیوں کو، بزرگوں کو، نوجوانوں کو، آپ دیکھیں سرکاری ملازمین کا کیا قصور تھا کہ ان کی بس میں جو دھماکہ ہوا، وہ بیچارے اپنی ڈیوٹی پر آرہے تھے اور انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ تو یہ ساری ذمہ داری میں سمجھتا ہوں حکومت کے اوپر عائد ہوتی ہے اور حکومت اپنے فرض میں اگر کوتاہی برتے گی تو انجام اچھا نہیں ہوگا، صوبے کے عوام ان سے ضرور اس کا حساب لیں گے۔ تھینک یو ویری مچ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Nalotha Sahib. I think I will ask Mushtaq Ghani

کہ اس کو Respond فرمائیں۔ End up میں میں ان کو کہوں گی، آپ اس کا رسپانس دے دیں۔ ان کا End میں آئے گا۔ Okay, Shoukat, Shoukat, I want one, two from them and one from your side

جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم): Madam! I think: پہلے یہ لوگ کر لیں Then we will respond them.

Madam Deputy Speaker: Okay, so please write them because I am writing the points, you write the points as well, point by point.

مشیر برائے اعلیٰ تعلیم: ابھی تو بحث شروع ہے نا، تو وہ جو اپوزیشن کی طرف سے آجائے تو پھر آپ ہمیں موقع دے دیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: پلیز، اوکے، بابک صاحب! آپ، بابک! آپ بولیں۔

جناب قربان علی خان: میڈم! کہ پوائنٹ بائی پوائنٹ جواب ورکرے شی نو بنہ بہ وی، داسی خوبہ پہ یو گل جواب صحیح نہ وی۔

Madam Deputy Speaker: Mushtaq Sahib, I have agreed with him, and Babak Sahib! You carry on.

جناب سردار حسین: اوکے جی، تھینک یو۔ شکریہ میڈم سپیکر، ستاسو ڈیرہ زیاتہ شکریہ چہ نن پہ اہمہ موضوع باندی توله ورغ تاسو دی بحث تہ مختص کرپی دہ او حقیقت ہم دا دے چہ دا یوہ ڈیرہ زیاتہ اہمہ او ڈیرہ زیاتہ ضروری مسئلہ دہ او دہشتگردی باندی زما یقین دا دے چہ پہ فورم باندی مونر ڈیر زیات بحث کرے دے، بیا د خپلی پارٹی مؤقف چہ دے ہغہ مونر دلته کبھی ایسنے دے، خپل

نقطه نظر چي دے هغه دلته مونږ وړاندې كړے دے او زما خيال دا دے چي څنگه زمونږ اپوزيشن ليډر صاحب محترم او بيا سردار نلوتهها صاحب دې خبرې ته نشاندهي او كړه، دا ډيره زياته د افسوس خبره ده چي دا دومره لويه مسئله چي د هغې په وجه باندې زمونږ په دې صوبه كښې څه صورتحال دے، غالباً په هغې باندې ټول پوهه يو خو دا ډيره زياته د افسوس خبره ده چي نن په دې دومره اهمه موضوع باندې، چي دا پرون سپيكر صاحب دلته اعلان كړے وو، پكار خو دا وه چي دلته نن وزير اعليٰ صاحب ناست وے، پكار دا وه چي نن دلته سينيئر وزيران صاحبان ناست وے او بيا دا دواړه خبرې ضروري وي كه مونږ بيا حكومتي بينچونو ته اوگورو نو د دې نه اندازه لگول مشكله نه ده چي زمونږ د دې صوبي موجوده حكومت چي دے هغه دې ډيرې لوئي گمبهيږي مسئلې ته څه نظر لري او څومره سنجيدگي لري؟ زما يقين دے، دا اندازه لگول چي دي دا گرانه نه ده. ميډم سپيكر! دهشتگردي اوسني خبره نه ده، په دې صوبه كښې د تيرو ډيرو كالونو نه د دهشتگردي يو لهر چي دے هغه روان دے. مشكل چي دلته راغے، په مشكلاتو كښې چي اضافه راغله نو په ديكښې هيڅ شك نشته چي د ضرب غضب په وجه باندې د دهماكو په تعداد كښې ډير كمے راغلي دے نو زما دا خيال دے چي د دې خبرې نه انكار كول نشي كيدے چي په دې صوبه كښې د موجوده حكومت په دور كښې په دهشت كښې، په وحشت كښې، په خوف كښې، په اغواء برائي تاوان كښې، په بهته خورئ كښې، په ټارگټ كلنگ كښې چي څومره اضافه راغلي ده نو دا ريكارډ ده. د دې بنيادي وجه دا مخامخ Political will دے چي هغه په نظر نه راځي، كميټنټ دے، دا مسئله موجوده حكومت Own كوي نه، او زه به موجوده وخت حكومت ته هغه وخت رايا د كړم چي كله پينځه كاله مخكښې مونږ په اقتدار كښې وو نو ډيره په آسانه باندې به د خوش قسمتي نه يا د بدقسمتي نه هغه دوه سياسي جماعتونه نن په اقتدار كښې دي، هغوي به ډيرو په لنډو الفاظو دا خبره كوله چي عوامي نيشنل پارټي د امريكې نه ډالري اخستي دي او بيگناه پښتانه وژني، نن چي د څومره واقعاتو ذكر مولانا صاحب او كړو يا نلوتهها صاحب او كړو، آيا نن مونږ او دا ټول قوم بيا دا تپوس كوي چي نن خو عوامي نيشنل پارټي په اقتدار كښې نه ده نو د اے پي

ايس غوندي واقعه ولي کيڙي، د باچا خان يونيورسټي واقعه ولي کيڙي، په شب قدر کښې واقعه ولي کيڙي او دا په تيره تيره دا د غربت تها نړې مخې ته دا واقعه چې ده دا ولي کيڙي؟ نو نن پکار دا ده چې حکومت د دا جواب هم دې خلقو له ورکړې چې په عوامي نیشنل پارټي باندې دا تور لگول چې دا دوي د امريکې جنگ کوؤ او د امريکې په جنگ کښې بيگناه پښتانه وژل نو بايد چې نن دا جواب دوي قام له ورکړي۔ نن عوامي نیشنل پارټي په اقتدار کښې نه ده نن په اقتدار کښې دوي دي۔ ميډم سپيکر! مونږ دا گنډو چې موجوده حکومتونه دا که مرکزي حکومت دے او که دا صوبائي حکومت، دا سنجيده نه دي نن، دوي ته څه مشکل دے؟ زه دا وئيلې شم چې د ضرب عضب په وجه باندې صوبائي حکومت د ضرب عضب نه فائده وانخسته۔ مونږ چې کله په اقتدار کښې وو په فاطا کښې آپريشن نه وو نن چې دوي په اقتدار کښې دي په فاطا کښې آپريشن اوشو، روان دے، دې سره اختلاف کيدې شي چې نن تر ډيره حده پورې په فاطا کښې بايد چې دهشت گرد موجود دي او موجود دي خو دې خبرې سره اختلاف نه شي کيدې چې نن په فاطا کښې د هغوي نيت ورکنگ تر ډيره حده پورې ختم دے نن خو دا ذمه داري بيا د صوبائي حکومت ده چې هغه دغې ضرب عضب نه فائده واخلې او دلته حالات په خپل کنټرول کښې راولي او مونږ دې خبرې ته په دې نظر گورو چې دا د پښتنو نسل کشي روانه ده۔ مولانا صاحب د قادري صاحب ذکر او کړو۔ د پنجاب عدالت د پنجاب يو سړي ته پهانسې ورکوي او په شب قدر حمله کيږي وائي مونږ د قادري بدل واخستو۔ د پښتنو نه ئے بدل اخلې۔ دا د خدائے تعالیٰ په کوم کتاب کښې دي، دا څومره لوئې ظلم دے۔ مونږ په هغې بحث کښې نه څو خو چې نن کوم خلق ډيرې لوئې لوئې دعوې کوي چې مونږ دهشت گرد ختموؤ، مونږ دهشت گردی ختموؤ، مونږه ورله ملا ماتوؤ او مونږ سهولت کار ختموؤ، نن خو کهلاؤ چندې کيږي، نن خو هغې تنظيمونو کهلاؤ بينرې لگولي دي، نن خود دې صوبې، نوم ئے نه اخلم په کهلاؤ توگه جنازې راځي، سوال دلته دا پيدا کيږي چې دا د کوم ځانې نه راځي، دا دومره انتيليجنس ايجنسي چې دي، دوي د څه رپورټنگ کوي، آيا دوي ته پته نه لگي؟ دا د گورنر صاحب زوئے الله د اوبخښي څلورنيم کاله پس رها شو، څلورنيم کاله پس، دا ټول قوم نه دے خبر

چې دا چا سره وو او دا څنگه رها شو؟ او دا تپوس کول هم ممنوعه دی، نو مونږ څنگه او ګرو چې دې دهشت ګردئ ختمولو ته دا مقتدر قوتونه او یا دا حکمرانان سنجیده دی، د پخوانی وزیر اعظم زوئې نن هم اغواء دے او امید د رب نه دے چې داسې به راشی، لکه الله د راولی ځکه چې د هغوی پرې کور وران دے، خدائے د ورله راولی ځکه چې دا هغې چا ته پته ده، دا به هغې مور ته به پته وی، د هغه پلار ته به پته وی چې د هغې د وجود حصه د هغه نه جدا ده۔ میډم سپیکر! دهشت ګردی دا یو حقیقت دے، دلته طالبان چې په دې شکل نه پیژندل، دا په کوم شکل چې د طالبانو تعارف او شو، هغه فیز تیر شو، القاعده راغله، داعش راغے، دا تپوس به څوک د چا نه کوی او دا جواب به څوک کله ورکوی، دا نن په لکھونو آئی دی پیز چې مولانا صاحب ئے ذکر او ګرو، دا ډیره د افسوس خبره ده او دا ډیره زیاته د شرم خبره ده چې په لکھونو خلق چې دریم کال ئے روان دے، دا حکومتونه په هغې کبني هم نا کامه دی چې هغې بی کوره خلقو له چې هغه خلقو د دې وطن د امن د پاره، د دې وطن د سلامتیا د پاره هغوی خپل کورونه پرېښودل، هغوی خپل کاروبارونه پرېښودل، او دا ټولې خبرې او شوې، نن تاسو او ګورئ چې د هغوی کاروبارونه ختم شو، نن د هغوی کورونه کنډر کیږی، کورونه ئے ورانیږی او کورونو دروازې او د کورونو سامانونه د هغوی په بازارونو کبني خرڅیږی، دا څومره د افسوس خبره ده، د دې ملک واکمن چې دی، دا به نور په څه پوهیږی، دا به کله پوهیږی، دلته څوک محفوظه دی؟ دلته په پېښور کبني د ورځې رنډا د تاجرانو مشر په خپل دوکان کبني او وژلے شی او د هغې دریمه نه وی شوې او د هغې د کور خاندان ټولو افرادو ته بیا ټیلیفونونه راځی چې دومره پیسې رااولیږه، دومره رااولیږه، دومره رااولیږه او دلته به صوبائی حکومت صرف دا جواب وړاندې کړی چې دلته نه دې افغان مهاجرین اوځی نو دا مشکل چې دے نو دا به ختم شی، آیا دا مشکل افغان مهاجرینو جوړ کړے دے؟ مونږ دا وایو چې صوبائی حکومت کبني د خلقو توجه د بنیادی ذمه داری نه وړآړوی، پکار دا ده چې صوبائی حکومت مرکزی حکومت کبيني او مونږ ئے خو په ډاګه وایو چې د ملک وزیر اعظم ځکه خاموشه دے چې پنجاب ته تحفظ دے، هغه 'نو ګوا یریا' ده د دهشت ګردئ د پاره، پنجاب د دهشت ګردئ

د پاره 'نو گوايريا ده' آيا او بيا دا ده پښتنو بدقسمتي ده چې د دې ملک وزير اعظم د پنجاب، د دې صوبې حکومت واکمن چې په مرکز کښې په اپوزيشن کښې دے، د پنجاب، وزير اعظم په دې خاموشه دے چې د هغه پنجاب ته تحفظ دے، عمران خان په دې خاموشه دے چې هغه غږ نه کوي، ځکه وائي چې د هغه نظر په وزارت عظمي دے، د هغه نه به پنجاب خفه شي، آيا په اخلاقي توگه باندي چې هره ورځ عمران خان دلته راخلاص دے، هره ورځ دلته عمران خان راخلاص دے، کله وائي چې ما دا اعلان اوکړو، کله وائي چې ما دا اعلان اوکړو، کله وائي چې ما دا اعلان اوکړو، ايک سو چهيس ورځې دهرنا هغه د څلور حلقو د پاره ورکړې ده، نن پښتانه تپوس کوي چې د پښتنو Genocide روان دے او دې پښتنو خپل واک عمران خان له ورکړے دے، آيا په اخلاقي توگه د يونيشنل ليډر په حيثيت باندي د عمران خان دا ذمه داري نه جوړيږي چې د دې پښتنو په سرلاس کيږدي؟ ميډم سپيکر! پښتانه خو بي آسري پراته دي، چې چا ئے خبره کوله په 2013ء هغوي سره هغه عمل اوکړو چې زمونږ ئے اميدوار پرينښودو، ماله ئے د اليکشن کله هم پرينښودو، زما ورکړته به ئے جهندا په کور نه پرينښوده او په کهلاؤ توگه ئے وئيل، په کهلاؤ توگه ئے وئيل چې تاسو به د پارليمان نه بهر ساتو، نو مونږ مو بهر اوساتلو خو چې چا له اقتدار ورکړو، چاله اختيار ورکړو نن راشي د الله تعالی بنديگانو! د هغوي نه خو دا تپوس اوکړي چې آخر د پښتنو دا دومره لويه وينه دا به تر کومې پورې تويږي؟ آيا دا څنگه چې د هغه خلقو چې ترننه پورې د پښتنو په وينو د هغوي تنده ماته نشوه، دا خو دې پښتنو ته او وائي چې د دوي دا تنده به کله ماتيږي؟ ميډم سپيکر! دا مونږ منو چې په الفاظو کښې دا خبره کيږي چې دهشت گردی د پاکستان مسئله ده او دا ده، دا د ټولې دنيا مسئله ده خو د دهشت گردئ بنکار صرف پښتانه دي، دا فاتا ته اوگوره، پختونخوا ته اوگوره، په بلوچستان کښې د پښتنې سيمې ته اوگوره، بيا په کراچي کښې اوگوره، دا په کوم شکل باندي چې د پښتنو دا بيخکني روانه ده، دا خون سوچ هغه واک دارانو له پکار دے چې څوک الزامونه لگوي، څوک فتوي لگوي، څوک د وفاداري سر تيفيکيونه ورکوي چې دا غدار دي، دا پښتانه غدار دي؟ دوي خو پاکستان بچ کړے دے، دوي خو د خپلو سرونو په قيمت باندي پاکستان ته ديوال

شو، کڀينينى زمونڙ د دې وطن مشرانو دا خبره کڙي وه چې دا بونير ته چې کله طالبان راغلل، دهشت گرد راغلل نو اسلام آباد په څو کلوميټره کښې پروت وو، دا ديوال پښتنو وهله دے، بايد چې د پاکستان حکمرانان په دې خبره پوهه شي، دا تاسو او گورنر د پښتنو فوجي محفوظه نه دے، لس ورځې نه کيږي چې دلته ئے زمونڙ کرنل اووژلو، ميډم سپيکر! زه به دا ضرور وایمه چې دا مسئله د ټولو مشترکه مسئله ده، صوبائي حکومت به په دې باندې کهل کے ميدان ته کيږي، کهل کے، دا ډيره بنيادي مسئله ده او زه صوبائي حکومت ته هغه خبره په دې موقع نه کوم خو ټول سياسي، مذهبي جماعتونه د دوي په اعتماد کښې واخلي او دوي د ورته خپل مشکلات بيان کړي چې د دوي مشکل څه دے، آيا د دې مسئلې نه داسې سترگې پټول دا چې په کوم شکل باندې درې کاله د دې مسئلې نه دوي خپلې سترگې پټې کړے، آيا دا ئے حل دے؟ دوي هم په دې پوهيږي چې لکه د عوامي نیشنل پارټي په شان مونږ مخامخ شو نو مونږ سره به هم هغه عمل کوي چې کوم عمل ئے عوامي نیشنل پارټي سره اوکړو خو د قوم مشري خو داسې نه کيږي، د قوم نمائندگي خو داسې نه کيږي چې ته به د خير په وخت کښې به مراعات اخلي او د شر په وخت کښې او د تکليف په وخت کښې به ته خاموشي کوي يا به سترگې پټوي، داسې خو مشري نه کيږي، دا څنگه مشري ده او دا هغه بدلون دے؟ بابا! راپاڅي نن ميداني شئ، د دې صوبې چيف ايگزیکټيو د په جار باندې وزير اعظم ته د اوواڼي چې که هغه په ملک کښې ذمه داري اخستې ده نو د دې صوبې چيف ايگزیکټيو دې راپاڅي او د دې صوبې د خلقو د کمانډ اوکړي، په جار باندې، په جار باندې، دوي خو التيا Harassment شروع کړو۔ په باچا خان يونيورسټي کښې واقعه اوشوه او انتظامي کميټي جوړه شوه، د کميټي رپورټ دا راغے چې وائس چانسلر د دې خبرې ذمه وار دے، افسوس و صد افسوس يو استاد په يو تعليمي اداره کښې د دې د پاره ناست وي چې هغه به دغه تعليمي ادارې ته تحفظ ورکوي، نو دوي به د پاکستان د آئين نه وي خبر نو نن استاد له ټوپک ورکول او د دهشت او د وحشت ماحول تعليمي ادارې ته دننه وړل، دا بدلون دے؟ ميډم سپيکر! مونږ دا کنړو چې په دې ډيره لويه اهمه مسئله ځکه چې پښتانه د دې بنکار دي او دلته د دوي حکومت دے، د دوي غير

ذمه دارئ، د دوی غیر سنجیدگئی، د دوی بی حسئی مونږ دا گنډو چې نن د خلقو مورال ډاؤن کړی دے، نن د سیکوریتی فورسز مورال هم ډاؤن دے، پکار دا ده چې دوی راپاڅی، او دا جنگ نه دے دا خو خپله دفاع ده، آیا په داسې وخت کې چې زه تاسو له دې آخری واقعی مثال درکړمه چې دا سیکرټریټ ته یا پېښور ته کوم ملازمین راتلل نو سحر هغوی کور دا خبره کړې وه چې مونږ به ماسپښین راځو، نو زموږ به جنازې راځی، د دې ذمه وار څوک دے؟ هغوی خو دې له نه وو راغلی پېښور ته، هغوی خو چې سحر د خپلو بچو نه راتلل نو هغوی دې روزی گټلو له راغلی وو او په دې نیت راغلی وو چې ما بنام یا ماسپښین به خپل کورته سلامت رسی، د هغوی لاشونه لارل او دا هر سحر به داسې سانحات وی او داسې واقعات وی، نو مونږ دا نه وایو څنگ چې ما په اول کې چې دا خبره او کړه چې دهشت گردی ده، المیه دا ده چې صوبائی حکومت د تماشائی کردار ادا کوی، دا تماشائی کردار ادا کوی او دوی بالکل د دې دهشت گردو په رحم وکرم باندې دا صوبه پرېښودې ده، دا پوائنټ سکورنگ نه دے، نن که ماله حکومت جواب راکوی چې د عوامی نیشنل پارټی پالیسی غلطه وه نو غلطه وه چې زه د قوم نمائنده ووم، ما د قوم مشری کوله، چې د قام بچی به مړ کیدل، هغه زما بچی وو، ما د قام د بچو د بنمنانو ته خپل د بنمنان وئیلی وو، ما د قام او د قام د بچو د بنمنانو په گریوانونو کې د خپل قام او د خپل قام د بچو د بنمنی د پاره لاس اچولے وو، زما ورسره د پولې د بنمنی خو نه وه، زموږ ورسره د پټی د بنمنی خو نه وه، زموږ ورسره سیاسی د بنمنی خو نه وه، مونږ د قام په سر جنگ کړی دے، مونږ د قام په سر ننگ کړی دے، ځکه ماله ئے د بشیر بلور غونډې نر لیډر پرېښود، دا که د امریکې جنگ ورته څوک وائی نو جنگ زما کوڅوله راغے، چې زما جنازې محفوظه نه شوې، زما حجرې محفوظه نه شوې، زما سکولونه محفوظه نه شو، زما صحافیان محفوظه نه شو نو دا جنگ د امریکې جنگ وو؟ نن خو ستاسو جنگ دے کنه، میډم سپیکر! زه به هغه خلقو ته هم گزارش کوم چې نن په یوه عدالتی فیصله باندې په ټول پاکستان کې جلاسونه او باسی، دا د هغوی خپل سیاسی فیصله ده، هغې سره د اختلاف یا څه هغې سره د اتفاق خبره نه، خو زه هغه خلقو ته هم گزارش کوم چې دا پښتانه خلق

وژلې کېږي، راځي چې نن د هغوی د پاره هم جلوسونه اوباسو، راځي چې نن د هغوی د پاره هم راپاڅو، ما خو دلته یو جلوس داسې اونه لیدو چې په خیبر بازار کېږي به دهماکه شوې وی او چا به اعلان کړی وی چې راځي چې د دې بیګناه خلقو د شهادتونو په حق کېږي او دا چې چا کړی دے، د هغوی په مذمت کېږي یا د هغوی په مخالفت کېږي مظاهره او کړو، دا زمونږ د ایمان د کمزورۍ ډیرې لویې نښې دي، دا الزامونه په بل لگول چې دا د چا جنگ دے، دا د چا جنگ دے، دا د چا جنگ دے؟ زما دا خیال دے چې د دې نه به راوتل غواړي. زه میډم سپیکر، مرکزی حکومت ته به هم دا خبره او کړو چې که د افغانستان او د پاکستان ترمینځه دا د عدم اعتماد فضاء وی، دا دورې ډیرې اوشوې، پکار دا دی چې افغانستان او پاکستان یو بل له اعتماد ورکړي چې که د دوی په یو بل شک وی چې هغه شک ختم کړي چې نه د پاکستان خاوره د افغانستان خلاف استعمالیږي او نه د افغانستان خاوره د پاکستان خلاف استعمالیږي ځکه چې دا لازم او ملزوم خبره ده، د نیشنل ایکشن پلان په حواله باندې به ضرور د دې فورم نه به مونږ دا خبره کوو، باید چې په هغې د نظرثانی اوشی، اوس آیا نیشنل ایکشن پلان کېږي چې کوم شل نکات دی، په هغې باندې عمل درآمد روان دے؟ د هغې 'فالو اپ' میتینګز کېږي؟ د هغې Feed back اخستلې کېږي؟ او آیا د صوبائی حکومت په پارټ باندې چې کومې کمزورۍ دی د هغې نشاندې کېږي؟ آیا د مرکزی حکومت په پارټ باندې چې کومې کمزورۍ دی د هغې نشاندې کېږي؟ باید چې نیشنل ایکشن پلان چې دے، په هغې باندې من و عن دا عمل درآمد اوشی او مونږ دا گنډو، مونږ دا منو چې د پښتنو مقبرې ډکې شوې او دلته ډیره لویه خاموشی ده، هغه Resistance نشته چې کوم Resistance پکار دے خویوه خبره کوو چې دا خاموشی ډیره خطرناکه ده، ډیره خطرناکه ده، د هغې وجه دا ده چې د برداشت هم یوه پیمانہ وی، د برداشت هم یو حد وی، باید چې د دې وطن حکمرانان په دې خبره ځان پوهه کړي، که نه پوهیږي چې هغه برداشت ختم دے او دا وطن چې دا په 47ء کېږي جوړ شوی وو، دا دومره نه وو، دا دومره نه وو، دا د دې نه سیوا وو، نن باید چې د پاکستان د مضبوطیا د پاره د پاکستان د سلامتیا د پاره دا خبره ډیره زیاته ضروری ده، دا

خبرہ ڊيره ضروري ده چې د دې وطن حکمرانان چې دي، هغوی د دې مسئلو ادراک اولری او نور غفلت چې دے، دا به دا ملک نور تباہی طرف ته بوخی چې کومه زمونږ او ستاسو د ټولو په حق کښې نه ده۔ میڈم سپیکر! زه به په آخره کښې ضرور دا خبره کومه، صوبائی حکومت باید چې د ډیرې سنجیدگۍ نه کار واخلي، صوبائی حکومت باید چې خپله ذمه داری ترسره کولې نشی، په استاذانو ذمه واری اچوی، د ادارو په مشرانو ذمه داری اچوی یا The own war or the other way خپله ذمه واری په نورو خلقو وراچوی، باید چې دا وخت راغلی دے چې نن صوبائی حکومت خپله ذمه داری چې ده، هغه قبوله کری، مونږه اپوزیشن په دې ټوله مسئله کښې بالکل د حکومت سره ولاړ یو څکه چې دا د هشت گردی چې ده، دا د ټول قام مسئله ده، دا د ټول وطن مسئله ده، ان شاء الله صوبائی حکومت چې دے د د هشت گردی په دې لویه مسئله کښې به مونږ د ځان نه شاته نه وینی، څومره مرسته چې کیدې شی مونږ به ورسره کوؤ۔ ډیره زیاته مهربانی او ډیره مننه۔

Madam Deputy Speaker: Thank you Babak Sahib. From Peoples Party, I have got the name of Muhammad Ali Shah Bacha, he is a Parliamentary Leader. You want to speak from Peoples Party?

Mr. Sardar Hussain (Chitrali): Yes.

Madam Deputy Speaker: Okay, just one minute, after the Parliamentary Leaders I have got five request, so I will be giving them only five minutes later on. You can have, you know, you are the Parliamentary Leader, so you are representing the Parliamentary Leader, so you can have time.

جناب سردار حسین (چترالی): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میڈم سپیکر! امن و امان کے حوالے سے یہاں پر باتیں ہونیں لیکن خیبر پختونخوا میں اس دہشت گردی کی اپنی ایک تاریخ ہے اور اس میں ہمیں صرف اور صرف صوبائی حکومت کے کان کھینچنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے اس زمانہ میں جب لاکھوں افغانیوں کو لاکر خیبر پختونخوا میں چھوڑا اور اربوں ڈالر اسلام آباد میں تقسیم ہوئے، اربوں ڈالر، اس کے ساتھ انہوں نے ہمارے نوالے تقسیم کر کے کھائے، ہمیں کچھ نہیں ملا۔ آج بھی اگر آپ دیکھ لیں تو پورا خیبر پختونخوا کابل کے ساتھ لگا ہے اور اگر مذاکرات ہوتے ہیں تو خیبر پختونخوا کا جو چیف

منسٹر ہے یا یہاں کی جو کابینہ ہے، ایک بھی ممبر اس میں شامل نہیں ہوتا، اسلام آباد سے آتے ہیں اور جاتے ہیں اور جس طرح سردار صاحب نے کہا، ہمیں پتہ ہی نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور مجھے یقین ہے کہ چیف منسٹر کو بھی پتہ نہیں ہوگا کہ اس سے متعلق کیا فیصلے ہو رہے ہیں اور کیا ہو رہا ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ دو قسم کا امن ہوتا ہے، ایک منفی اور ایک مثبت، منفی امن یہ ہے کہ اگر دو بچے آپس میں لڑتے ہیں اور کوئی بڑا آجاتا ہے، ان کو دو تھپڑ لگا کر ہٹا دیتا ہے، دونوں میں امن ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد بچے واپس آجاتے ہیں اور پھر لڑنا شروع کر دیتے ہیں، تشدد سے تشدد کو دبا جا سکتا ہے، ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں سوچنا یہ ہوگا کہ اس دہشت گردی کو ختم کرنے کا بہترین حل کیا ہے؟ وقتی طور پر آپریشن ضرب عضب چل رہا ہے، ہم بندوق کے ذریعے سے کام کر رہے ہیں، Eliminate کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف نہ ہماری Media campaign موجود ہے، نہ ہمارے اخبارات اس کے خلاف لکھتے ہیں، نہ ہمارے علماء کرام جو ہیں، خطبہ جمعہ میں دوسرے لکچر تو دیتے ہیں، نہ ہمارے سکولوں کے نصاب میں امن سے متعلق دہشت گردی کے خلاف کوئی سبق موجود ہے، نہ ہماری Campaign ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہر رکشہ میں، ہر موٹر میں، ہر چوک میں اور ہر دفتر میں امن کی باتیں ہوں، ہر طرف دیکھیں تو امن کے

-----Slogans

(عصر کی اذان)

جناب سردار حسین (چترالی): میڈم سپیکر! افواج پاکستان نے اپنا کام کیا اور کر رہی ہے، پولیس والوں نے قربانیاں دیں۔ آج سیلجیم کے اندر دھماکہ ہوا اور ان کا سارا سسٹم رکا اور ساری قوم سوچ رہی ہے، ہماری بے حسی کی انتہا یہ ہے کہ اگر قصہ خوانی میں بم پھٹتا ہے، صرف دس منٹ کے بعد دوبارہ ریڑھی لگا کر کام شروع ہو جاتا ہے، ہم بھول جاتے ہیں، ایک دفعہ اخبار میں یاد دوسرے دن کے اخبار میں چھوٹی سی ایک خبر آجاتی ہے کہ ہاں جی پچاس بندے مرے ہیں، تیس بندے مرے ہیں لیکن پھر نہیں سوچا جاتا کہ کیا کیا جائے؟ اس دہشت گردی میں جب ہم شریک نہیں ہوں گے تو یہ دہشت گردی نہیں ہو سکتی، یہ دہشت گرد جب آجاتے ہیں تو کہیں نہ کہیں یہ ٹھہر جاتے ہیں، کہیں نہ کہیں یہ Camouflage کرتے ہیں، کہیں نہ کہیں ان کو ٹھکانہ ملتا ہے، کہیں رکشے کو استعمال کرتے ہیں، ٹیکسی کو استعمال کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ اہم بات

یہ ہے، ضروری بات یہ ہے کہ ہم مائنڈ سیٹ کو چیلنج کریں، مائنڈ سیٹ کو ہم امن کی طرف لائیں، خیبر پختونخوا کے اندر ہم نے اس پہ کام نہیں کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مایوسیوں سے یہ چیزیں جنم لیتی ہیں، آپ کے سوات کے اندر جب طالبان آئے تو سارے لوگ کیوں شامل ہو گئے؟ عوام اس لئے شامل ہوئے کہ عدالتوں میں ان کے کیسز تیس تیس سالوں سے پڑے تھے، ایک بندے نے گاؤں میں آکر دس منٹ میں فیصلہ دینا شروع کیا، یہ کس کی غلطی تھی؟ جب وہاں پہ نا انصافیاں ہوئیں، آج بھی خیبر پختونخوا کے اندر ہم بار بار کہتے ہیں کہ یہ دہشت زدہ صوبہ ہے، اس نے تکلیفیں اٹھائی ہیں، ہم نے چھوٹے چھوٹے بچے اپنی گود میں لے جا کر کونوں میں دفنائے اور یونیورسٹی سے اٹھا کر ہم نے بچوں کو دفنایا لیکن مجھے یہ بتادیں کہ اے پی ایس کے بعد فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جو کہ ہم پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں، خیبر پختونخوا میں کتنے پیسے آئے، ان بچوں کے ساتھ کیا مدد ہوئی؟ اگر باچا خان یونیورسٹی میں یہ واقعہ ہوا تو اس کے بعد تو تین اور یونیورسٹیاں کھولنی چاہیے تھیں کہ ہاں جی، اگر آپ ایک یونیورسٹی کے خلاف ہیں تو پانچ یونیورسٹیاں ہم کھولیں گے لیکن اگلے دن ہم سو گئے، بیٹھ گئے اور ساتھ ہی فیڈرل گورنمنٹ میں کچھ بھی ہوتا ہے، اس سے لاعلمی، آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں، چاہیے تو یہ تھا، چین سے بھی مدد آتی ہے تو پنجاب، کہیں اور سے بھی مدد آتی ہے تو پنجاب، خیبر پختونخوا کو مکمل طور پر مرکزی حکومت بھول چکی ہے، پتہ نہیں یہاں کے عوام کو کس بات کی سزا دے رہی ہے؟ اس لئے میری ریکویسٹ یہ ہے کہ حکومت کو باقاعدہ طور پر مختلف محلوں کو محفوظ کرنے کیلئے، سکولوں کو محفوظ کرنے کیلئے، ان انسٹیٹیوشنز کو محفوظ کرنے کیلئے، اس بارڈر کو محفوظ کرنے کیلئے ٹھیک ٹھاک طریقے سے اربوں روپے فیڈرل گورنمنٹ کو خیبر پختونخوا کی حکومت کو دینے ہوں گے تاکہ ہم آگے بڑھ سکیں۔ ہمارا اپنا حق، اپنا ہی بجٹ اگر ہمیں نہ ملا، غربت سے غربت کی طرف گئے، ہمیں اگر اے ڈی پی میں کٹ لگانا پڑے تو پھر دہشت گردی زیادہ ہوگی یا کم ہوگی؟ یہی میری ریکویسٹ ہے۔ تھینک یو ویری مچ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. We will break for the prayer and after the prayer we will re-start again; we will re- assemble at 5:30, okay, thank you.

(اجلاس کی کاروائی نماز عصر کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے محترمہ ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ I think, قومی وطن پارٹی جو ہے، وہ رہ گئی ہے، باقی

ساری پارٹیز ہو گئیں تو I request Barrister Sultan, please take only five minutes, okay.

جناب سلطان محمد خان: تھینک یو میڈم سپیکر۔ زہ ستاسو ڊیرہ شکریہ ادا کوم چپی مالہ مو موقع را کرہ چپی نن پہ دپی اہم ایشو باندپی او بلکہ کہ زہ دا ووایم چپی د دپی صوبی او د دپی ملک د ٲولو نہ اہم ایشو چپی کومہ دہ، پہ ہغپی باندپی تاسو مالہ موقع را کوی چپی زما خہ Views دپی، ہغہ On the floor of the House زہ پیش کریم۔ میڈم! زہ بہ کوشش کوم چپی تاسو کوم Directions را کرل، پینخہ منتہ، پہ ہغپی کبئی زہ خپلہ خبرہ راغونڊہ کریم خو تاسو تہ بہ خواست وی کہ لڙ ڊیر پکبئی مخکبئی شم نو تاسو بہ راسرہ گزارہ کوئی۔ میڈم سپیکر! دا ایشو چپی کومہ دہ نو زما پہ خیال کہ دلته مونڙ پہ دپی پوائنٹ سکورنگ شروع کرو، اپوزیشن والا خپل پوائنٹ سکورنگ شروع کرو او مونڙ د تریژری ممبرز خپل پوائنٹ سکورنگ شروع کرو نو دا مونڙ خان سرہ زیاتے کوؤ لگیا یواو د خان نہ زیات بیا مونڙ د دپی صوبی د خلقو سرہ، د دپی هاؤس چپی کومہ Dignity دہ او د دپی ایشو چپی کوم Importance دے، مونڙ خپل ہغہ فرض چپی دے پہ صحیح معنو کبئی ہغہ مونڙہ سرتہ نہ رسوؤ لگیا یو۔ میڈم سپیکر! Because I am a treasury member نو کیدی شی مانہ دا طمع ساتلپی کیری چپی I will defend the government خودا ایشو داسپی دہ میڈم! چپی خو پورپی مونڙ Sincerely یو اوپن ڊسکشن پہ دپی باندپی هاؤس کبئی دننہ نہ وی کرے او تجاویز نہ وی راغلی، د دپی چپی کوم اثرات دی، پہ ہغپی باندپی بحث نہ وی شوے او د دپی چپی کوم وجوہات دی او د ٲولو نہ Important زہ دلته گورم چپی ڊیر بنہ Speeches کیری خو زما پہ خیال چپی Recommendations ہم ورکول پکار دی، چپی مونڙہ خہ Recommendations د دپی هاؤس نہ لیرو، میڈم سپیکر! جمہوری دور دے او اکثر زمونڙ دا یوہ گیلہ پیدا کیری چپی پہ پاکستان کبئی جمہوری دور چپی کوم دے نو ہغہ مخکبئی نہ غی او ہغپی لہ تسلسل نہ ورکولے کیری خو مونڙہ د د خان نہ ہم ٲپوس او کرو چپی مونڙ عوامی نمائندگان پہ داسپی Respectable House کبئی ناست یو، پہ داسپی بنہ بنہ پوسٲونو باندپی مونڙ

کله ناست یو، زمونږ فیصلې څنگه دی، زمونږ ریسرچ څومره دے، مونږ خپل هغه کار په څومره بڼه طریقه سره کوو؟ نو آیا بیا گیله مونږ له د ځان نه پکار ده او که نه گیله مونږ له د نورو خلقو نه پکار ده چې کله مونږه د عوامو په سترگو کښې Discredit شو؟ میډم سپیکر! مونږ د د هشتگردئ څنگه چې بابک صاحب خبره او کړه، داننئی خبره نه ده، دا د ډیر وخت نه داسې یو عمل دے چې دا شروع دے او مونږ به هغه خبرې هم کوو چې هغه زمونږ د دې هاؤس او د دې صوبائی حکومت او د دې صوبې د حده پورې زمونږ د کنټرول نه بهر دی خو زما په خیال مونږ له زیاته توجه په دې راؤړل پکار دی چې بجائے د دې چې مونږ دا او وایو چې د افغانستان پالیسی تهپیک نه ده او پکار ده چې مونږه دا او وایو که تهپیک نه وی، مونږ دا او وایو چې په فاتا کښې دا کیری لگیا دی او مونږ د او وایو چې فاتا کښې دا څه روان دی خو مونږ له دا پکار دی چې مونږ د دې هاؤس څه اختیارات دی، د دې صوبائی حکومت څه اختیارات دی، د دې صوبائی کابینې څه اختیارات دی، مونږ د هغې اړخ ته لاړ شو۔ میډم سپیکر! وروستو ورځو کښې که تاسو کتلی وی، مونږ داسې خبرې اوړو چې یو اړخ ته خو صوبې کښې دا کوم واقعات چې اوشو، د باچا خان یونیورسټی چې کوم واقعه اوشوه، بیا د شبقدر په کورټس چې کومه واقعه اوشوه، د هغې نه پس دلته په سیکرټریټ یا پیښور ته چې کوم بس راتلو، په هغې ملازمینو چې کومه هغې کښې دهما که اوشوه، په هغې بس کښې، یو اړخ ته خو په دې باندې د عوامو ډیر زیات تشویش دے چې دا څه کیری لگیا دی، بل اړخ ته مونږ دا گورو چې ضرب عضب آپریشن شروع دے او زه آن دی فلور آف دی هاؤس سلام پیش کوم د پاکستان چې کوم آرمی ده، د پاکستان د آرمی چې کوم افسران دی، د پاکستان د آرمی چې کوم ځوانان دی او بیا د هغې نه پس زه سلام هم پیش کوم د پولیس او د Law Enforcement Agencies چې کوم افسران دی او کوم ځوانان دی، زه هغوی ته سلام پیش کوم چې ضرب عضب آپریشن کوم شروع دے، په ټول ملک کښې د هغې ډیر بڼه اثرات راروانیدو والا وو او راغلی هم وو خو بل اړخ ته مونږ دا خبرې اوړو لگیا یو چې ایډیشنل چیف سیکرټری صاحب چې کوم دے نو یو خط اولیکلو او مونږ ته دا پته اولگیده چې نن سبا په بیورکریسی کښې او د پولیس

ترمينخه يو Tussle روان دے ، چې يو نوے پوليس ايڪٽ جو پريزي لگيا دے او بجائے د دې چې مونږ په دې توجه را وږو چې مونږ د امن و امان دا صورتحال تههڪ ڪرو نو مونږ خپلو ڪبنې دا Tussle ڪوڙو چې اختيارات د زما زيات شي او زه ستا د لاندې ڪار او ڪرم او ڪه نه زما لاندې به ته ڪار ڪوي، دا ڏيره د افسوس خبره ده ميڊم سڀيڪر! بل اڀخ ته مونږه دا اوگورو نو هم دې اسمبلي يو قانون پاس ڪرے دے ، “Khyber Pakhtunkhwa Sensitive and Vulnerable Establishments And Places Security Act, 2015” مونږه هم د دې اسمبلي حصه وو، چې ڪله دا ايڪٽ پاس ڪيو خو مونږ دا ٽول هر ڇه پريبندي دي او مونږ په دې يو ايڪٽ پسې اوس راخستې ده چې د سڪول د پرنسپلانو، هيڊ ماسترانو او استاذان په دوي باندې ايف آئي آر ڀي او ڪري او د يونيورسٽي په وائس چانسلرانو باندې ايف آئي آر ڀي او ڪري، آيا زمونږ حالات به په دې تههڪ ڪيري چې مونږ دا تعليمي اداري راتينگي ڪرو يا عام خلق، آئين ڇه وائي، آئين پاڪستان ڇه وائي؟ آن ريكارڊ زمونږ پارٽي د دې ايڪٽ مخالفت هم ڪرے وو په دې اسمبلي ڪبنې چې ڪله دا پاس ڪيو، آئين پاڪستان دا وائي چې پاڪستان ڪبنې دننه چې ڪوم ڪوم شهري اوسيري، دهغه د حفاظت ذمه واري او دا دنيا په هر ڄاڻي ڪبنې دا قانون دے او هر ڄاڻي ڪبنې دا يو Principle دے او دا يو رول دے چې د يو شهري حفاظت چې ڪوم دے، دهغه ملڪ، دهغه سٽيٽ به ڪوي، نو مونږ ورته دا او وئيل چې بس ڄان ته ڪيمري هم اولگوه او ڄان له ٽوپڪ هم راواخله او خپل حفاظت او ڪره او د پاسه مو ورته بيا دا او وئيل ڪه خپل حفاظت دا ونڪرو نو بيا به مونږ تا جرمانه ڪوڙو او بيا به مونږ تا جيل ته هم اچوڙو او تا به مونږ Prosecute ڪوڙو هم بيا، ميڊم سڀيڪر! دا د ڪوم ڄاڻي قانون دے؟ دا دنيا به مونږ پوري خاندی نه؟ دا دنيا په ڪوم قانون ڪبنې او په ڪوم اصول ڪبنې دا راغلي دي چې د يو ملڪ چې يو عام شهري دے، دهغه غريب د دهشتگردي بنڪار هم دے او بل اڀخ ته چې ڪوم دے ته وائي چې زه به جيل ڪبنې هم تا اچوم او زه به د جرمانه ڪومه هم، ڪه چري تا د خپل ڄان حفاظت اونڪرو، دا د افسوس خبره ده ميڊم سڀيڪر! زما د دې فلور آف دي هاؤس، زما خيال دے دا ممبران صاحبان زما Colleagues به ٽول زما سره په ديڪبنې Agree ڪوي چې

زور په دې مه راوړه چې خپل شهرى او خپل Citizens ته Prosecute كړه، زور په دې راوړه چې هغه دهشتگرد رااونيسه، هغه دهشتگردي ختمه كړه، په دې باندې زور نه دے پكار چې خپل شهرى ته Prosecute كړه. (تالیاں) ميډم سپيكر! مونږ له داسې طريقه كار پكار دے چې تش په ديوالونو او چتولو باندې او كانتا تار لگولو باندې او د چريز توپك په ځانې كلاشنكوف چې د هغې هغه طريقه هم هغه څوكيدار له بيا نه ورځي، په دغې مونږ خپل د تعليمي ادارو حفاظت نشو كولے، دا ټول د انتيلي جنس او د Pre-emptive چې كوم تدابير دى، په هغې به مونږ دا قسمه واقعات اودروؤ، زما آن دى فلور آف دى هاؤس دا يوريكويست دے چې د پوليس چې څه ضرورتونه دى، مونږه خود پوليس نه ډير څه غواړو، پوليس له مونږ څه وركړى دى؟ تهپيك شوه چې مونږ مين پاور زيات كړے دے، په 2008 ء كښې مونږ سره تقريباً چاليس هزار مين پاور و د پوليس، په دې وخت كښې تقريباً نوے هزار ته ورنزدے شوے دے، په 2008 كښې زمونږ 657 بلين بخت و د پوليس، نن چې كوم دے نو هغه 28.53 بلين، 6.57 بلين، اوس 28.53 بلين دے، اربه روپۍ دى خود دې بخت مونږ په فلور آف دى هاؤس دا هم دريافت كول غواړو چې د دې بخت چې دا دومره زيات شو، پوليس ستيشن باندې يا په پوليس ستيشن چې كوم سهولتونه دى، زه خو وايم ميډم سپيكر! چې كوم د پيټرولو هغه خرچه ده په دې موبائل، د پوليس د موبائل، په دغې كارونو باندې د دې بخت څومره حصه اولگيده؟ مونږه له د دا جواب په دے هاؤس كښې راكړے شى. چې كوم Anti terrorism Act د 1997 ء شيدول فور دے ميډم سپيكر! هغه تاسو په پوليس باندې دا قدغن لگوى چې د كومې علاقې ايس ايچ او دے نو هغه به يو سرټيفيكيټ پيش كوى چې په دې علاقې كښې د Prescribed، پابندى چې كومو ادارو باندې، په كوم آرگنائيزيشنز باندې لگيدلې ده، د هغوى يولست به هغوى وركوى، په هغې باندې څومره عمل درآمد كېږي لگيا دے، هغه څو ځله هغه Revise شوے دے، په هغې كښې څومره Revision شوے دے؟ ميډم سپيكر! مونږ له به چې دلته كوم زمونږ دغه دهشت گردى چې كېږي او Local facilitators and arbiters دى چې لوكل سطح باندې امداد كوى، ورله ځانې وركوى، ورله ټرانسپورټ وركوى، ورله

نور سهولتونه ورکوی، د هغوی د نیولو د پاره مونږ څومره اقدامات کوؤ لگیا یو، آیا دغه به صحیح طریقه وی د دې دهشت گردئ د اودرولو او که نه د استاذانو د ایف آئی آر په هغوی باندې کولو به صحیح طریقه وی؟ میډم سپیکر! د باچا خان یونیورسټی واقعہ اوشوه، یو درې رکنی یوه کمیټی جوړه شوه چې دا به د دې واقعې انکوائری کوی، میډم سپیکر! د دې واقعې د ټولو نه غټه ذمه واری آیا په پولیس باندې نه وه؟ نو د هغې د کمیټی ممبر زمونږ د مردان رینج چې چارسده ضلع په مردان رینج کښې راځی، د مردان رینج ډی آئی جی صاحب چې کوم دے هغه دے، مونږ په دغې انکوائری کمیټی کښې واچولو نو هغه به څه فیصله ورکوی کوم چې دا کار اوشو؟ د پولیس پکښې هم څه نه څه غفلت شامل وو، ټول غفلت به نه وو، څه پوره حصه به پکښې نه وه خو څه حصه د پولیس هم وه، چې به د خپل فورس خلاف هغه خپل دا انکوائری کمیټی کښې Comments ورکړے شی یا به هغه اومنی؟ میډم سپیکر! دا خو یواړخ ته زیاتے دے چې یواړخ ته یو تعلیمی اداره ده، په هغې باندې حمله کیږی او په هغې چې کوم دے نو کوم استاذان یا وائس چانسلر چې دے هغه د دې د پاره، هغه څه د پولیس ترینینگ نه دے حاصل کړے، هغه څه د سیکورټی ایکسپرټ نه دے، ته ټوله ذمه واری راوړے او په هغوی باندې ابردې۔ میډم سپیکر! مونږ خپل تعلیم خرابوؤ لگیا یو په دې باندې، دا د وائس چانسلرانو کار نه دے، دا د استاذانو کار نه دے، دا د تعلیمی ادارو د ایډمنسټریشن کار نه دے، هغوی خو به څه خپل لږ ډیر اقدامات واخلي، دا چې نور څومره کار دے، دا د حکومت کار دے۔ میډم سپیکر! په 9 فروری 2016 باندې حاجی حلیم جان چې یو تاجر لیډر وو د دې پیښور، هغه شهید کړے شو، د هغه ځامن نن هم دا وائی چې دا د څومره مودې مونږه ته ټیلی فون کالونه راروان وو، دا د هغه ځامن دا دعوی کوی لگیا دی چې مونږ دا د پولیس نالج کښې دا خبره راوستې وه۔ میډم سپیکر! چې ټیلی فون سرعام کیږی او زما په خیال چې هر چا ته کیږی لگیا دے، هر یو طبقې ته ټیلی فون کیږی چې لکې ډیرې، دوه څلور روپئ چاته پته اولگی چې ورسره زیاتې راغلی دی، ما بنام ورپسې ټیلی فون راغلی وی چې دومره دومره کروړه ته راوړه۔ نو میډم سپیکر! بیا د پولیس په نالج کښې دا خبره را هم شی، دهغې نه

پس هم څه اقدامات اونشی او حلیم جان خود تاجرانو مشروو، د هغه خوځکه په میډیا باندې هر څه راغلل۔ دا څومره Target killings اوشو، داسې څومره چې کوم دے Extortions او بهته خوری چې کومه روانه ده، دا څومره عجیبه صورتحال دے میډم سپیکر۔ میډم سپیکر! زه خپل څه تجاویز ورکول غواړم چې داسې واقعات اودریری، تش په تقریرونو باندې او پوائنت سکورنگ باندې، څه ایشوز میډم سپیکر! داسې وی چې هغه د سیاست نه بالاتر وی، هغې کبني مونږ له سیاست نه دی کول پکار او نیشنل سیکورټی یا لاء اینډ آرډر چې کوم دے، هغه یو داسې ایشو ده چې د ټولو نه زیاته، په دې چرې هم سیاست نه دے پکار، نوزه خپل یو څو تجاویز ورکوم میډم سپیکر! یو خود په دې باندې کوشش اوکړے شی، د دې هاؤس نه یو میسج صوبائی حکومت او بیا د صوبائی حکومت چې پولیس یو ډیپارټمنټ دے او چې کوم لاء انفورسمنټ ایجنسیانې دی، هغوی ته دا یو میسج لار شی چې تاسو زیاته توجه په Prevention باندې راوړئ چې داسې واقعات اودریری۔ Intelligence، داسې خبرونه هم راغلی دی، Written intelligence letters راغلی دی چې داسې واقعه کیدو والا ده، بیا هم هغه واقعه اوشی، پکار دا ده چې دا Intelligence sharing صحیح طریقې سره کیږی او د هغې په نتیجه کبني بیا داسې اقدامات واخستې شی چې دا واقعات بیا نه کیږی۔ دویم میډم سپیکر! بدقسمتی نه چې کله داسې یو واقعه او هم شی نو پرمه Step چې کوم دے نو هغه Investigation راځی، میډم سپیکر! زه تاسو له یو فگر درکوم، ما سره تازه فکر نشته خوزه درله د 2012ء یو فگر میډم سپیکر! درکوم، که اوس دا بنه شوی وی نو مونږ ته دا وویلې شی۔ په 2012ء کبني تقریباً ایک سو پچاس هزار، One hundred and fifty thousand FIRs چې دی، دا زمونږ په دې صوبه کبني رجسټرډ شوی وو او په 2012ء کبني زمونږ چې کوم د Investigation د پاره بجهت وو میډم سپیکر! هغه وو 41.896 ملین، اوس میډم سپیکر! چې دا FIR، دا کیسونه او دا کوم بجهت چې د Investigation د پاره دے، دا تاسو تقسیم کړئ نو یو یو کیس د پاره مونږ سره 283 روپئ جوړیږی۔ اوس چې په یو کیس د پاره مونږ سره د دريو سوؤ نه هم کمې روپئ وی چې په هغې دا Investigation مونږ کوؤ، میډم سپیکر! زما په خیال

چې هغه پولیس والا چې د خپلې تهانرې نه رااوځی او بهر پرې ځان له لگې چنرې واخلي چې هله هغه ځانې پورې رسو چې لږ خو هم دا مازغه کار کوی نو هغه چنرې به هم په دغه درې سوه روپۍ باندې اونشی- مونږ بیا دا وایو چې Forensics کوم دی، میډم سپیکر! په یو Forensics Test باندې زما چې څومره علم دے، پینځه زره روپۍ پرې لگی نو په درې سوه روپۍ کښې به ته Forensic Test کوي او که نه ځان به په موبائل کښې هغې Spot پورې رسوي او که نه Investigation به کوي؟ میډم سپیکر! د دې د پاره د اقدامات اوشی، که شوې وی نو ښه خبره به وی، نور د هم دا Improve شی، بلکه بخت راروان دے، اے ډی پی خو زموږ د ټولو شوق وی چې اے ډی پی کښې د زموږ سکیمونه راشی خو پکار دا ده چې کوم دا بخت راروان دے چې د دې خبرو د پاره پکښې هم پیسې کښیودلې شی هله به داسې واقعات اودریږي- میډم سپیکر! د هغې نه پس د پراسیکیوشن مرحله راځی، چې Investigation complete شو اوس به پراسیکیوشن کوو چې دا ملزم چې دے، دا عدالت ورته مجرم وائی، مونږ د عدالتونو نه د همیشه د پاره دا یو گیله کوو چې عدالتونو ته ملزم اورسی نو هغلته کښې هغوی بیا راخلاص شی خو میډم سپیکر! چې Investigation صحیح نه دے شوی، تا خپل تفتیش صحیح نه دے کړے تا خپل کیس ټهیک نه دے جوړ کړے نو بیا مونږ ولې د عدالت نه دا طمع ساتو چې هغوی به هغه Convict کړي- میډم سپیکر! دا راروان بخت کښې د دې څیزونو د پاره خاطر خواه څه Improvements راغلی هم دی، مونږ په میډیا کښې گورو چې ټریننگز شول، جوړ شو، Forensics کښې څه شوی دے، څه څیزونه داسې شوی هم دی خو میډم سپیکر! دیکښې نور د بهترئ گنجائش ډیر زیات دے، زه خپلې خبرې میډم سپیکر! راغونډوم خوزه دا وئیل غواړم چې دلته دا خبره کیږي چې Political will نشته دے خوزه وایم چې که پولیټیکل لیډر شپ دے، که هغه پولیټیکل ورکر دے، د ټولو نه زیاته قربانی خودغې کلاس ورکړه، ولې زموږ د پارټی دا مشر، آفتاب خان شیرپاؤ، په دوئ باندې دهماکې اونشوې؟ ولې دا مولانا صاحب، زموږ مشر دے، مولانا فضل الرحمان صاحب، په هغوی باندې ولې دهماکې اونشوې؟ ولې د اے این پی په لیډر شپ باندې، د بلور صاحب خبره

بابک صاحب اوکړه او په ورکړانو باندې دهماکې اونشوې؟ دغه شان هره پارټی، هره پارټی چې ده نو دا د هغې نه متاثره شوې ده. زما په خیال دا نه چې صرف زمونږ پولیټیکل لیډر شپ، تشې د مایوسۍ خبرې هم نه دی پکار، زه وایم چې نن هم په مونږ باندې حملې هم کیږی لگیا دی، زمونږ ملگری هم شهیدان کیږی لگیا دی، د دې اسمبلۍ ممبرانو باندې ولې حملې اونشوې، شهیدان نه شو؟ دا بخت بیدار خان ناست دے، د ده په کور باندې ولې حمله اونشوه، د ده ورونږه پکښې شهیدان نه شو؟ خونن هم بخت بیدار خان دغه دے اسمبلۍ ته هم راروان دے، خپل کارونه هم کوی، د خپلو خلقو خدمت هم کوی، نو تش د مایوسۍ خبرې نه دی پکار، ولې زمونږ د پولیس افسران چې کوم دے نو دا شهیدان نه شو، ملک سعد شهید نه شو؟ صفوت غیور شهید نه شو، عابد علی شهید نه شو؟ او څومره ځوانان چې کوم دی د پولیس، هغوی شهیدان نه شو؟ ولې د فوج د جرنیل د لیول نه راواخله تر د سپاهیانو د لیول پورې، دا شهیدان نه شو؟ دا عام خلق چې کوم دی، دا عام د پاکستان په بازارونو کښې، په جماعت کښې، په حجره کښې، په خپل کاروبارونو کښې کوم ناست دی، ولې دا شهیدان نه شو؟ دا میندې خونیندې پکښې شهیدانې نه شوې؟ نو میدم سپیکر! دې نه دا پته لگی چې زمونږ دې قوم کښې جذبه شته، زمونږ دې قوم کښې یو بهادری شته، زمونږ په دې قوم کښې دا یو همت شته دے چې په سختو حالاتو کښې هم دوئ خپل، پولیس خپلې څوکئ نه دی پرېښودې، په بل ملک دا شوی وے کیدې شی پولیس خپلې څوکئ پرېښودې وې، فوج خپلې څوکئ نه دی پرېښودې، یو سپاهی او یو افسر د خپلې څوکئ نه تنبیدلے نه دے. زه سلام پیش کوم داسې پولیس فورس ته او داسې لاء انفورسمنټ ایجنسیانو ته او داسې د پاکستان چې کوم فوج دے، هغوی ته چې په دې سختو حالاتو کښې هغوی خپلې څوکئ نه دی پرېښودې خواوس مونږ ټولو له دا پکار دی چې، ښه دا کوم پریکټیکل اقدامات دی، فاکتا د هم Main stream ته راشی، مونږ دا مطالبه هم کوؤ د فیډرل گورنمنټ نه، کمیټیانې ئے ورته جوړې کړې دی، په هغې کار او کړئ او فاکتا Main stream ته راولئ، Curriculum هم ټھیک کړئ، نور هم اقدامات او کړئ خو زما دا یو ریکویسټ دے چې زمونږ دا صوبې کښې مونږ کوم

اقدامات کو لپی شو، پہ ہغی کبھی د نور لم لیت اونکرے شی او دا اقدامات د او کپی شی۔ ان شاء اللہ دا ہول ممبران بہ دہی حکومت سرہ ولا روی خکہ چہی زمونہر د ہولو قومی فریضہ دہ۔ ستا سو یرہ مہربانی جی۔

(تالیاں)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، بیرسٹر سلطان۔ نیکسٹ خو مفتی فضل غفور صاحب دے، I think he is not here، نو ہغی نہ پس دے مولانا عصمت اللہ صاحب، کوشش بہ او کپی چہی لہر Time constraint دے مونہر سرہ نو کوشش بہ او کپی چہی لہر تائم کبھی۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: شکریہ، جناب سپیکر صاحبہ۔ ایک انتہائی اہم مسئلے پر بحث میں آپ نے مجھے حصہ ڈالنے کی عنایت فرمائی، اجازت عنایت فرمائی۔ جناب سپیکر صاحبہ! امام احمد بن حنبلؒ چار مسالک میں سے ایک مسلک کے امام ہیں، وہ فرماتے ہیں لو کانت لی دعاة مستحابة لجعلتها للامام لان فی اصلاحہ اصلاح الرعیة و فی فسادہ فساد ہما اگر پوری زندگی میں میرے حصے میں ایک مقبول دعا ہو جاتی تو میں وہ امام کیلئے مختص کر دیتا، حکمران وقت کیلئے میں اس دعا کو مختص کر دیتا، اس کے حق میں وہ دعائیہ کلمات میں ادا کرتا، کیوں؟ وہ فرماتے ہیں لان فی اصلاحہ اصلاح الرعیة امام اور حکمران وقت کی اصلاح میں پوری رعیت کی اصلاح ہے، پوری رعیت کا امن و امان ہے و فی فسادہ فساد ہما، جب اس میں کوئی گڑ بڑ آجائے، اس کی نیت میں کوئی فرق آجائے تو پھر پوری رعیت میں، پوری قوم میں فساد پھیل جاتا ہے، تو اس لئے میں امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید کرتے ہوئے حکمرانان وقت کیلئے یہی دعائیہ کلمات ادا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے کیونکہ اس میں پھر پوری رعیت کی اصلاح ہے۔ یہاں چند ایک باتیں، میں بین الاقوامی اس پر نہیں جاؤں گا، امن و امان اور ان چیزوں پر میں اس لئے نہیں جاؤں گا کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات، یہ مناسب نہیں ہے، میں کوشش کروں گا کہ میں اپنے صوبے کی حد تک محدود رہوں۔ یہاں یہ بات متفقاً علیہ ہے کہ امن و امان قائم کرنا حکومت کا فریضہ ہے اور یہ بات بھی متفقاً علیہ ہے، سب مانتے ہیں کہ اس وقت اس صوبے کا امن و امان کا مسئلہ انتہائی مندوش ہے، اب اس کا حل کیا ہے، اس کا حل کیا ہے؟ ہم تو بیماریاں گنتے جاتے ہیں کہ اس کو زکام بھی لگا ہوا ہے، اس کو کینسر بھی لگا ہوا ہے، اس کو معدے کی بھی

شکایت ہے، فلاں ہے، فلاں ہے، لیکن ہم دو تجویز نہیں کرتے ہیں کہ اس کیلئے دو کیا ہے؟ تو سب سے پہلے ہماری کمزوری جو ہے، وہ ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی، ہم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بن کر اللہ کے بندوں پر حکمرانی کا نہیں سوچ رہے ہیں، ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندوں پر خود حکمران بن جائیں، یہی سب سے بنیادی خرابی ہے حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے الَّذِینَ اِنْ مَنَّاهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَنُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، جن لوگوں کو میں زمین پر تمہیں دے دوں، قدرت دے دوں، حکومت دے دوں تو ان کے فرائض منصبی کیا ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نظام الصلوٰۃ کو قائم کریں گے، نظام زکوٰۃ کو قائم کریں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔ ہم نے اس کو چھوڑا ہے، دنیا کی مشینری کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور اگر ہم اس مشینری کو چلانا، پرزہ جات سے وہ جو فائدہ، استفادہ ہے، اس کو ہم نہیں جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ساتھ ایک گائیڈ بک، ایک کتاب کو بھیجا ہے اور پھر اگر کوئی مشکل مشینری ہمارے اس ملک میں شفٹ ہو جائے تو ساتھ ہی اگر گائیڈ بک پر ہمارے انجینیئر نہ سمجھیں تو ساتھ ہی اس ملک کے انجینیئر بھی آتے ہیں تاکہ وہ ہمارے انجینیئروں کو یہاں سمجھائیں، تو اس گائیڈ بک کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو بھیجا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھی چھوڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی گائیڈ بک کو بھی چھوڑا ہے اور جو گائیڈ بک کو سمجھانے والے انبیائے کرام ہیں، ان کے نقش قدم پر بھی ہم نہیں چل رہے ہیں، تو اب یہ ظاہری بات ہے، ایک گاڑی، ایک مشینری ہے، اس کے بریک کا ایک کام ہے، ایکسیلیٹر کا دوسرا کام ہے، تو اگر ہم بریک کے بجائے ایکسیلیٹر کو دبائیں اور ایکسیلیٹر کے بجائے بریک کو دبائیں تو خواہ مخواہ ایکسیڈنٹ ہوگا، تو اس لئے سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ ہم اللہ کی مخلوق ہیں اور ہمارا آئین بھی ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے، اللہ تعالیٰ ہی حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار اور اقتدار ملا ہے، وہ اس کو یعنی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کریں گے۔ ہم نے اس سوچ کو پس پشت ڈالا ہے تو اس لئے ایکسیڈنٹ تو ہونا ہے، امن وامان تو خراب ہونا ہے۔ ایک بات، دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

(شور)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: I think کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ ٹریڈری نچرز سے کوئی بھی نہیں بولا تو آپ پلیز

Conclude کر دیں، I will give you two minutes, two minutes, let`s give him two minutes more.

جناب محمد عصمت اللہ: میں تو ختم کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عدل و انصاف کا فقدان ہے، عدل و انصاف کا فقدان ہے، یہ بھی امن و امان خراب ہونے کا بہت بڑا عنصر ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ کفر کی حکومت تو چل سکتی ہے جس میں عدل و انصاف ہو مگر ظلم کی حکومت دیر پا نہیں ہو سکتی ہے اور تیسری بات، اسی کی روشنی میں ہمارے جو وزراء ہیں، ان کے حلف نامے میں ایک بات ہے، وہ بات یہ ہے کہ اس صوبے میں رہنے والوں میں بلا رغبت و عناد ایک لفظ ہے کہ اس کے باسیوں میں کسی کے ساتھ نہ میں زیادہ رغبت رکھوں گا اور نہ کسی کے ساتھ عناد رکھوں گا، اور اس کی بھی مسلسل خلاف ورزی ہو رہی ہے، تو میں کہتا ہوں کہ اگر ہماری جو کابینہ ہے، وزراء ہیں، حکومتی اراکین ہیں، وہ اگر اس حلف نامے کو سامنے رکھیں، دفتر میں بیٹھتے ہوئے کہ میں نے وہاں حلف اٹھایا ہے کہ بلا رغبت و عناد نہ کسی خطے کے ساتھ میری زیادہ رغبت ہوگی، نہ عناد ہوگا، نہ کسی شہری کے ساتھ، شخص کے ساتھ میری رغبت ہوگی، نہ عناد ہوگا، لہذا امن و امان با لکل ٹھیک ٹھاک ہوگا اور تیسری بات یہ ہے کہ قول و فعل میں تضاد کو ہم چھوڑیں، یہاں میں بات یہ کرتا ہوں ورنہ میں اس وقت آپ یقین کریں میں صرف اتنا کہوں گا کہ امن و امان کا مسئلہ ایسا ہے کہ میں خود ایک صوبائی اسمبلی کا ممبر ہوتے ہوئے میں اپنے حلقے میں اٹھارہ دن محصور رہا ہوں اور پھر میں وہاں سے نکلا ہوں تو جو سرکاری روڈ تھا، اس پر میں نہیں نکل سکا ہوں، میں دوسرے پہاڑی راستے سے چھپ کر وہاں سے نکلا ہوں، اس کو ہم امن و امان، ایک صوبائی ممبر اپنے حلقے سے نہ نکل سکے اور وہ کس پر، میں سرکاری روڈ پر نہیں جاسکتا ہوں، اس قسم کے حالات ہیں اور وہاں ہمارے جو سرکاری آفیسرز ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہم نے پولیس کو سیاسی مداخلت سے آزاد کیا ہے، وہ ’اوکے‘ کی رپورٹ دے رہے ہیں اور اس وقت بھی میرے حلقے کے لوگ سرکاری روڈ پر کانوائے میں جا رہے ہیں، آگے پولیس کی گاڑی، پیچھے پولیس کی گاڑی، یہاں تو آپ لوگ، یہ جو کانوائے بنا رہے ہیں، یہ تو دہشت گردوں سے بچنے کیلئے بنا رہے ہیں اور وہ دہشت گرد تو گنہگار ہیں، پتہ بھی نہیں چلتا ہے۔ تو اس لئے میری درخواست ہوگی، حکمرانان وقت سے جن کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے زمام اقتدار دیا ہے، یہ اقتدار بھی آئی جانی چیز ہے کہ آپ نے اس کو مثالی بنانے کیلئے

اپنے اس حلف کو یاد رکھیں۔ بلا رغبت و عناد، بلا رغبت و عناد۔ وَأَخْرِجُوا الدَّعْوَانَا أَنْ أَلْحَمَدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Maullana Sahib. From the treasury benches, Muzaffar Said Sahib, please conclude.

جناب مظفر سید (وزیر خزانہ): اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ میڈم
 سپیکر صاحبہ، قابل احترام اراکین پارلیمنٹ! پہ دے موقع باندی زمونر د
 اپوزیشن لیڈر حضرت مولانا لطف الرحمان صاحب او د هغی نه وروستو د اے
 این پی زمونر پارلیمانی لیڈر سردار بابک صاحب، د هغی نه وروستو نلو تہا
 صاحب او بیا زمونر سلطان صاحب، د چترال سردار صاحب، بیرسٹر سلطان
 صاحب او د هغی نه وروستو زمونر مولانا عصمت اللہ صاحب خبری او کړی او د
 ټولو خبرو لب لباب په صوبه د موجوده امن و امان په حواله باندی خپل ویوز، او
 خپلی خبری ډیری په تفصیل سره او کړی او بیا په دے ټولو خبرو کښی هغوی گیله
 هم او کړه، خبری ئے هم او کړی او بین السطور ئے تجاویز هم ور کړل او کوم چې
 د صوبائی حکومت په پارت کومې خبری وې، هغه هم هغوی پخپله باندی پوائنٹ
 آؤٹ کړی او کومې چې توجه طلب خبری وې، هغی طرف ته هم توجه ور کړے
 شوه، په دے باندی مونر د دوی مشکور یو۔ په دے موقع باندی چې دا د بحث یو
 سلسله وه او تاسو پرون هم په دے باندی چیئر مهربانی کړی وه چې مونر به د امن
 و امان په مسئله باندی ډیٹیل بحث کوؤ، یقیناً د صوبائی حکومت Limitations،
 وسائل زمونر او ستاسو د وړاندی دی، بیا بین الاقوامی حالات، فاکتا، ستره سو
 کلو میٹر زمونر ډیورنڈ لائن، بیا د هغی هغه حالات هم ستاسو د وړاندی دی،
 مونر دا نه وایو چې گنی هغه مونر ته په وړاندی نه دی، دے وچې نه مولانا
 صاحب چې کومه خبره او بیا په تسلسل سره د واقعاتو، زه به دا اووایم چې یرہ د
 نیشنل ایکشن پلان په نتیجہ کښی، د ضرب عضب په نتیجہ کښی، زمونر د
 پولیس د سیکوریٹی او د نورو ادارو د الرٹ کیدو په نتیجہ کښی چې کومه
 Ratio راکمه شوې ده، آئے دن چې به کومې دهما کي کیدلې، هرہ ورخ د جمعې
 په ورخ باندی به چې کوم لاشونه او چتیدل، په دے زه د اللہ شکر ادا کوم او مونر
 ټول بحیثیت مجموعی چې یرہ د هغی په نتیجہ کښی یو ډیر بهتر صورت حال هغی

طرف ته روان دے او دا واقعات چې پکښې اوشی نو لږ ډیر هغه حالات واقعی چې یو مشکل را پیدا کړی او د هغه مشکل حالاتو په وجه باندې یو پوزیشن لږ دغه طرف ته لاړ شی خو بیا هم په دیکښې یو خبره ضرور شته چې هغه که زما د میډیا ورونه دی، که زما وکلاء برادری ده، که زما Even که د اپوزیشن د هرې پارټی د لیډرشپ او د هغې او یا سویلین یا زمونږه څومره ایجنسیز چې دی، زه د هغوی مورال ته سلام پیش کوم، چرته هم په دې صوبه کښې څوک هغه مایوسه شوې نه دے او هغه چرته هم هتھیار نه دی غورزولی او زه په دې حواله باندې جواب در جواب څه خبره هم نشته او بابک صاحب د اے این پی د پالیسی خبره او کړه، یا داسې نورې خبرې، په دې وخت کښې زمونږ موجوده مسئله هغه د یو بل سره د ډیبیت نه ده، ستا خبره او زما خبره بحیثیت مجموعی د دې صوبې خبره ده، د دې صوبې د عوامو خبره ده، د دې صوبې د مستقبل خبره ده، د دې صوبې د کاروبار خبره ده، د دې صوبې د آئنده نسلونو خبره ده، د دې د هر بچی خبره ده، د هرې خور او د هرې مور خبره ده او زمونږ ته پکار دا دی چې دا مونږ په خپل ځانې باندې توجه ورکړو او کله کله پولیټیکل بیانات راشی یا اخبارات، ډپټی سپیکر صاحب، کله کله داسې جذبات وی د یو طرف نه، دا هم د هغوی د سنجیده مشرانو یا د پولیټیکل لیډرشپ یا د قیادت خبره نه وی بلکه دا چرته یو دغه راشی د دې خبرې، غرض مې دا دے چې دا مسئله یواځې د یو فرد نه ده، دا د یو پارټی نه ده، دا د یو قوم نه ده، دا د یوې علاقې نه ده، دا د یو نسل نه ده، بلکه دا خبره زمونږ بحیثیت مجموعی او د دې صوبې د عوامو ده او یواځې د پښتون قوم هم نه ده، که مونږ دا اووایو که دیکښې زمونږ سره هزارې وال دی، او که سرائیکی دی او که څومره ملگری دی، یعنی هغه هم په دیکښې Affect کیږی۔ مونږ دا هم نه وایو چې هغه زمونږ نه بهر دی، دې وجه نه مونږ دا مسئله خپله مسئله گنږو او که زه تاسو ته هغه فکرز ډیر په ډیټیل ته لاړ هم نشم خو دومره به ضرور اووایم چې یره په هغې کښې څومره کمے راغله دے یا څومره پکښې Decline راغله دے او دا چې یره مونږ په دې وخت کښې چې کوم د ټول سیکورټی ایجنسیز، د هغې مونږ یو ډیر مضبوط نیټ ورک جوړ کړے دے او هغې د پاره مو کمیټیانی جوړې کړې دی او هغه کمیټی د ډویژنل سطح باندې په

ضلعی سطح باندې او هغوی هره ورځ Update یو بل خبروی چې یره په کوم ځای کېږي څه حالات دي؟ نو دې وجه نه یعنی زه که هغه زمونږ د سی تی ډی، یا د پولیس یا د ملیشا یا د فوج، یا د هغوی چې کومې ایجنسۍ په خپل خپل ځای باندې کار کوي، یعنی هغوی د دې نه خپله توجه نه ده هتاؤ کړې، زه دوی د پاره دا خبره د دې کومه چې زه دوی ته اطمینان ورکومه چې په دې حالاتو کېږي چرته هم حکومت دا خپله مسئله ګرځولې ده، دا ئه خپله مسئله Own کړې ده او د دې د پاره Day and night هغوی لګيا دی او هغه خپل کوشش کوي. دوی د حاجی حلیم خان صاحب خبره او کړه، مونږ ټول د هغه په غم کېږي هم شریک یو خو د هغې نه فوراً پس زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب او د افغان سفیر هغه ئه راغوبنټلے دے او هغوی سره ئه د انجمن تاجران او یو ډیر لوئي ډیټیل ډسکشن سره، د حلیم صاحب بچی هم دې میتنگ کېږي راغوبنټلی وو او بیا د حاجی حلیم بچی هغوی اسلام آباد ته هم، یعنی په دیکېږي چې دا حکومت د هغوی د دې غم نه بهر نه دے، د دوی په دې غم کېږي د زړه د اخلاصه شریک هم دی او دا خبره خو تهییک هم ده که دلته بزنس خرابیږي، که دلته زما انوسټرز د دې ځای نه ځي یا زما هغه خلق چې هغه دلته Discourage کیږي نو ظاهره خبره ده چې د دې صوبې په معیشت باندې به څومره خراب اثر غورځیږي؟ دې وجې نه مونږ هغوی ته د سیکيورټي، د تعلیمی ادارو خبره ئه او کړه او دا تهییک خبره ده یعنی څه خو به مونږ Ground reality ته هم راځو چې زما د تعلیمی ادارو د سکولونو د کالجونو او د تعلیمی انستیتیوشنز د هغې څومره تعداد دے، بل طرف ته زما د صوبې څه پوزیشن دے، نو هغه چې مونږ په هغې خبره کوؤ چې یو یو سپاهی هم رسي، دی وجې نه دا د یو Awareness په بنیاد د سلطان محمد صاحب توجه مې دې طرف ته راګرځوله چې دا خبره نه ده، دا صرف د Awareness د پاره چې تعلیمی ادارو کېږي د هغې پرنسپل، د هغې پروفیسرز چې هغه الرټ وی او د خپل سیکيورټي ګارډز او د هغې پراپر ټریننگ او د هغې پراپر تربیت یو Awareness په بنیاد Otherwise دا خبره د دوی تهییک ده چرته هم Negligence is some thing else چې هغه Negligence چرته اوشی یا څه خبره اوشی خو د هغې ایف آئی آر یا د هغوی خلاف داسې قطعاً دا خبره نشته او

که دا په غلط فهمی موجود وی نو داسې څه خبره باندې د حکومت پالیسی دا نه ده چې یو ځانې کښې داسې Incident کیږی، هس د هغې ما خو تاسو ته او وئیل چې د Negligence د هغه نه پوچھ گچھ کیدے شی یا د هغه توجه راگرځولې کیدې شی خو داسې خبره به نه وی ځکه خو مونږ په War on Terror کښې د ون پرسنت چې مونږ ته مرکزی حکومت راکوی، مونږ د هغې مطالبه د درې فیصد کړې ده، درې فیصد د اضافې هم کړېده او دا په این ایف سی کښې هم کړې ده او دا د ECNEC په میتنگ کښې او مسلسل مونږ وایو په سی سی آئی کښې هم او زمونږ هم دغه یوه خبره ده چې کوم ځانې کښې مونږ ته موقع ملا وېږی چې د مرکزی حکومت توجه مونږ دې ته رااوگرځو چې دا صوبه خیبر پختونخوا چې ده، مونږ په فرنټ لائن باندې موجود یو، یعنی د تیررازم شکار کیږی زما بچی، د تیررازم شکار کیږی زما جماعت، زما مدرسه، زما اسمبلی، زما ممبر، زما وکیل، د دې وچې نه مونږ توجه د هغوی غواړو، زه د اپوزیشن مشکور یمه چې په هر وخت او په هر تائم کښې د وئ سپورټ هم کړے دے او د وئ دا خبره په خپل ځانې باندې کړې هم ده، یعنی مرکز ته د صوبې په آواز باندې، زه د وئ د دې خبرې سره اتفاق ساتم او د دې د پاره زه خپله باندې د وئ ته دا یقین دهانی ورکوم چې دا څومره پارلیمانی لیډرز دی، زه سی ایم صاحب ته به او حکومت ته به، دا به بالکل زمونږه Decision وی ان شاء الله چې مونږ به د بخت نه مخکښې د وئ سره په دې نزدې وخت کښې، د بخت خبره خو لا لرې ده، بخت ته به ستاسو تجاویز راشی خو مونږ به دیکښې یو پارلیمانی جرگه به د وئ راغواړو، کښینو او د وئ به خپله، د وئ د پولیس خبره او کړه او د وئ ته چا ملگرو کیله او کړه او چا ورته سلام پیش کړو خو زه دا وایم چې هغه بالکل په مورچه کښې دی، یعنی هغه بالکل په دې وخت کښې هغوی Day night, round the clock هغوی لگیا دی او زمونږ په دې غم کښې هغه شریک دی، پخپله شهیدان کیږی، چې کومه سیکیورټی، داسې مسئله جوړه شوې ده نو چې په گیت ستا کوم سپاهی ولاړ دے، هغه ورله اول غیږه ورکړې ده، هیڅوک نه دے تنبید لے، دې وچې نه مونږ هغوی Demoralize کوو هم نه، هغوی Discourage

کوو هم نه، هغوی مونږه Appreciate کوو هم او هغوی ته سلام هم پیش کوو او
دا مو خیال دے چې نور هم د دا خپل کار تیز کری، هغه د حمزه بابا خبره:

زره ته جنازه د یاد د مه را وره ارمانه

خلق ادیرې د کوره لرې جوړوی

خه غمونه چې دا خه او شو، هغه خو او شو خو Next د پاره چې مونږ ملاتړ
یو، زمونږ خبره یوه وی، مونږ په یو Page یو، مونږ Update یو، حکومت او دوی،
نن ته هلته ناست ئې، زه دلته ناست یم، سبا به ته دلته ناست ئې او زما ملگری به
هلته ناست وی، دا هیڅ خبره نه ده، په دې وجه دا زمونږ د هاؤس خبره، د دې
هاؤس نه مونږ دا پیغام لیبرل غواړو چې د صوبه خیبر پختونخوا دې هاؤس ته چې
دا 124 ممبران دلته راغلی دی او خه لږ کم اضافی، تین چار به غیر حاضر وی او
نور خو په لسټ باندي موجود دی، څوک وفات شو، اکبر حیات خان شهید شو،
دغه شان نور وفات شورانه خو چې دا کوم دی، زمونږ یوه خبره ده، زمونږ یو غم
دے، زمونږ یو پیغام دے، زمونږ یوه خبره ده او هیڅ د دوی دا خبره زمونږ د پاره
د تنقید خبره نه ده، زمونږ دا جواب هیڅ د دوی د پاره خه جواب در جواب نه دے
خو دوی ته دا یو خبره ضرور کوو چې یره حکومت د صوبې هغه خپلې ذمه داری
باندي، پخپله باندي د ادا کولو او په هغې کبني ستاسو نه د Input د اخستو، د
هغې بهرپور مشکور به هم وی او توجه به هم دې خبرې ته ور کوو او مونږ به دا
کوشش کوو چې چرته هم زمونږ نه داسې خه دغه نه شی، خه خبرې به داسې وی
چې هغه به زمونږ په دغه کبني رانشی، May be زما دا یقین دے چې کله مونږ
دغه پارلیمانی پارټی، د دوی لیډرز شپ او موجوده حکومت پلس آئی جی پی
صاحب او هوم سیکرټری صاحب او Law enforcement زمونږ چې څومره
ایجنسی دی، دا مونږه کنبینو شاید چې د دې بڼه بهتر حل د پاره نور هم یو قدم
به مونږ لار شو او دا زما دوی ته یقین دهانی ده چې د دې د پاره به مونږ ډیر زر
ان شاء الله او مونږ کوشش کوو چې یره په هر لحاظ باندي مونږ دغه باؤنډری
چې کوم ده، د هغې د Seal کولو، زه چونکه تائم بالکل کم دے او د دې تائم کم په
وجه باندي اگر چې دوی ډیر بڼه Input ورکړے دے، ما که د یو یو جواب دې
وخت کبني اونکرے شو نو It does not mean چې مونږ هغه Neglect کرے دے

یا مونبرہ Ignore کرے دے بلکہ ہغہ مونبرہ د زرہ پہ سر بانڈی لیکلے دے او ہغہ مونبرہ واخستو د خان سرہ او ان شاء اللہ ہغہ بہ مونبرہ بیا ہم د تاسو سرہ شیئر کوؤ، بیا بہ ئے ہم شیئر کوؤ، اللہ د مالہ او تاسو لہ د عمل توفیق را کری چی ز مونبرہ پہ موجود گئی کنبی د صوبہ خیبر پختونخوا چی دا د پبنتنو او د دا د مینپی او محبت یو گھوارہ وہ او گھوارہ د اللہ تعالیٰ کری او چی آئندہ نسلونو تہ مونبرہ یو بنکلے پاکستان، یو بہترینہ صوبہ او یو بہترین لارہ ورتہ پریردو۔ شکریہ، میڈم سپیکر صاحب۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، مظفر سید صاحب۔ ٹائم نماز کیلئے بہت کم ہے۔

Mushtaq Ghani Sahib, do you want to add some thing?

Yes, just a few minutes. Thank you جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم):

very much Madam Speaker۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ میں توقع کر رہا تھا اپوزیشن سے کہ وہ کچھ امریکہ کی بھی بات کریں گے، کچھ افغانستان کی بھی، کچھ ہندوستان کی بھی کیونکہ یہ دہشتگردی جہاں سے ہو رہی ہے ہمارے صوبے کے اندر اور ہمارے لوگ وہاں پر چھپے ہوئے ہیں تو اس میں تو امریکہ سے بھی پوچھنا چاہیے کہ وہ وہاں پر کیا قابلی پلاؤ کھانے گئے ہوئے ہیں یاد دہشتگردی کی جنگ ختم کرنے کیلئے وہاں افغانستان میں بیٹھے ہیں؟ اور پھر افغانستان کی سرحد ہمارے خلاف استعمال ہو رہی ہے تو افغانستان کی بھی ذمہ داری ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہندوستان کے قونصلیٹ جو ہیں پاکستان کے خلاف کام کر رہے ہیں لیکن ان کا کوئی ذکر کرنا شاید مناسب نہیں سمجھا گیا لیکن میں آپ کی وساطت سے بائک صاحب سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ اب وہ دور نہیں ہے، صوبے میں اس طرح کے حالات نہیں ہیں، یہ ضرب عضب کے کچھ Impacts ضرور آرہے ہیں لیکن پچھلے ڈھائی سال آپ دیکھیں تو اللہ کے فضل سے بہت امن سے گزرے، اکاڈا واقعات ضرور ہوتے رہے، آپ کے دور میں تو آپ کی اپنی لیڈر شپ نے یہ صوبہ چھوڑ دیا تھا اور وہ تو چار سہہ بھی نہیں آسکتے تھے پشاور تو دور کی بات لیکن گورنمنٹ آپ کی تھی، آج ہماری گورنمنٹ میں اللہ کا شکر ہے کہ وہ آسانی سے سارے لوگ آتے جاتے ہیں، صوبے کے اندر اور حالات وہ نہیں ہیں جو آج سے بہت پہلے تھے اور جس پولیس کو ہم Criticize کر رہے ہیں کہ ہم نے غیر سیاسی کیا ہے، میں آپ سے صرف دو چار فلرز شیئر کرتا ہوں، جب سے نیشنل ایکشن پلان بنا ہے اور فوج ہمارے ساتھ بالکل تعاون

میں ہے، ہم نے ابھی تک ایک دوسرے کے ساتھ مل کر 18 ہزار 279 سرچ اینڈ سٹرائیک آپریشنز کئے ہیں، ہم یہی کر سکتے ہیں کہ مجرموں کو تلاش کریں کہ کہاں پر وہ چھپے ہوئے ہیں تو 18 ہزار ہم نے آپریشنز کئے ہیں اس سال میں اور 62 ہزار لوگ ہم نے Detain کئے ہیں اور 18 ہزار سے زائد ہم نے گنز اور ایمونیشن جو ہے، وہ Recover کیا اور چھ لاکھ سے زیادہ جو یہ ایمونیشن ہے، وہ ہم نے Recover کیا۔ کچھ 1183 kg ہم نے Explosives ان سے برآمد کیا، کوئی چار لاکھ سے زیادہ ہم نے ہاؤسز کو چیک کیا اور اس میں ایف آئی آر 12 ہزار 980 کے قریب ہم نے کاٹی ہیں، کوئی ایک لاکھ 89 ہزار سے زائد ہم نے ہوٹلز چیک کئے اور 2191 ایف آئی آر اس میں درج ہوئیں، تو یہ کام کیا جا رہا ہے، اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنے کیلئے پولیس اور باقی ادارے مل کر رہے ہیں، ہم نے Snap checking کی، Snap checking میں کوئی ایک لاکھ 25 ہزار کے قریب ہم نے Suspects detain کئے، کوئی 24 ہزار سے زائد ہم نے افغانوں کو چیک کیا جن میں سے 12 ہزار 700 کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئیں۔ اس میں کوئی 3 لاکھ سے Above سکولز چیک ہوئے، کوئی 15 ہزار 300 سے زائد سکولوں کو ایڈوائس جاری کی گئی، چھ ہزار 537 ایف آئی آر اس میں درج ہوئیں، 21 ہزار سے زائد بس اڈے چیک کئے، کوئی ایک لاکھ سے زائد Other vulnerable places ہیں چیک کی گئیں، تو یہ سارا کام وہ پولیس کر رہی ہے آپ کے صوبے کے اندر جس کے اوپر افغان مہاجرین کا بھی بوجھ ہے، وہ بھی وہ ہی دیکھ رہی ہے، جس کے اوپر آئی ڈی پیز کا بھی بوجھ ہے اس کو بھی وہ ہی دیکھ رہی ہے اور یہی پولیس آپ کے تھانہ کچھری اور War against terror بھی لڑ رہی ہے۔ میڈم سپیکر! (تالیاں) ہمیں حقیقت کا سامنا کرنا چاہیے، یہ ہم سب کا ملک ہے، ہم ادھر بیٹھے ہوں یا ادھر بیٹھے ہوں، ہم تقریریں تو کر رہے ہیں لیکن ساتھ ہی کوئی تجاویز بھی تو دے دیں کہ اس عفریت سے، گورنمنٹ کی تو Determination ہے، کمٹمنٹ ہے، جیسے ہم نے پولیس کو اپنے لئے استعمال نہیں کیا، اس قوم کیلئے استعمال کر رہے ہیں، اس کو تب ہم نے De politicize کیا ہے اور جب De politicize کیا تو پولیس کی Efficiency بڑھانے کیلئے ہم نے پولیس سکول آف انوسٹی گیشن، پولیس سکول آف ایکسپلو سیو بیٹنگ، پولیس سکول آف انٹیلیجنس، پولیس سکول آف آئی ٹی، یہ ہم نے قائم کئے تاکہ پولیس کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ٹریننگ دی

جاسکے، ماضی کی وہ پولیس نہ رہے کہ جو صرف ایم پی ایز یا ایم این ایز یا منسٹروں کے آگے ہاتھ باندھ کے کھڑی رہی بلکہ اس کو ہم ایک فورس کے طور پر Develop کر رہے ہیں اور یہی فورس جو ہے آج ہماری حفاظت کیلئے اپنی جانوں کی قربانی دے رہی ہے اور آپ شہقدر کا واقعہ دیکھیں، سب سے پہلے جو شہید ہو رہا ہے وہ پولیس کا سپاہی وہاں پر ہو رہا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت اور اپوزیشن ہم سب کا ایک ایشو ہے، ہم سب کا یہ ملک ہے اور دشمن ہمارا چھپا ہوا ہے، آپ سو کیمرے لگالیں، سوراستے بند کر لیں، میں نے اس دن بھی ایک 'ٹاک شو' میں کہا کہ جب تک ہم چاروں صوبے اور مرکزی حکومت، مرکزی حکومت نے تو ہمیں بالکل سائڈ پر چھوڑا ہوا ہے، ایف سی کا ہم بار بار مطالبہ کیوں کرتے ہیں کہ وہ دے؟ تاکہ اس بارڈر کو ہم چیک کر سکیں کہ اتنا Easily accessible کسی دہشتگرد کیلئے نہ ہو۔ سی ایم صاحب نے کہا کہ اگر ایف سی نہیں دے سکتے تو پھر ہمیں ریجنرز دے دیں، ریجنرز ہم نے صوبے کیلئے نہیں مانگے، ہم نے فائنا کی اس باؤنڈری لائن کیلئے مانگے ہیں تاکہ اس کو ہم دہشتگردوں کو آنے سے روک سکیں، ان کو کوئی چیک کر سکے کیونکہ ہماری پولیس کو تو وہاں پر رسائی حاصل نہیں ہے۔ تو میڈم سپیکر! Will کی ضرورت ہے، فیڈرل گورنمنٹ کو ہمارے ساتھ بیٹھنا ہوگا، یہ ایک غریب صوبہ ہے، اس کے اتنے زیادہ وسائل نہیں ہیں کہ ہم جدید ترین ٹیکنالوجی اسی بجٹ کے اندر لے آئیں، ہاں ہمارے اپنے پیسے دے دیں، ہم پھر بھی یہ کر سکتے ہیں، جو ہمارے بقایا جات ہیں، اللہ کرے ہمیں توقع ہے کہ وہ دیں گے لیکن جلدی دے دیں، ہم مزید پولیس کو جدید چیزوں سے Equipped کرنا چاہتے ہیں۔ ہم سے پہلے تو پورے صوبے میں ایک دو BDSs تھے، ہم ڈسپوزل یونٹ، آج ہم نے ہر ضلع میں بیس بیس افراد پر مشتمل قائم کر دیئے ہیں، کیا یہ ہماری پرفارمنس نہیں تھی؟ آج ہمارا Explosive Handling کا جو سکول ہے، آپ جائیں اس میں وزٹ کریں، پشاور میں دیکھیں ہم نے روبوٹس منگوا لئے ہیں، پہلے خود ہمارے پولیس کے لوگ جا کر اس کو Defuse کرتے تھے، کسی بھی ڈیوائس کو، آج ہمارے روبوٹس جا کر اس کو Defuse کر رہے ہیں تاکہ ہمارے جوانوں کی زندگیاں بچ سکیں۔ تو حکومت، پولیس، ہم سب بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ یہ جولاء اینڈ آرڈر ہے، اور جیسے مظفر سید صاحب نے کہا پہلے کی نسبت کرائمز میں، جرائم میں، اغواء برائے تاوان میں بہت Visible کمی آئی ہے لیکن المیہ ہمارا یہ افغانستان کا بارڈر ہے۔ حلیم جان صاحب کی آپ نے مثال دی، ان کو سیکورٹی

گورنمنٹ نے Provide کی ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے Manage کر لیا اور جتنی بھی کالیں آتی ہیں، ساری افغانستان کی سمز سے آتی ہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے افغانستان کے ایمبسڈر کے ساتھ میٹنگ کر کے اس کو کہا کہ یہ آپ خدا کیلئے اپنی سرحد کے اوپر یہ جو ٹاور ہے، اس کو بند کروادیں تاکہ آپ کے سنگنز نہ آئیں یہاں پر اور کچھ اس میں کمی واقعہ ہو سکے لیکن ابھی تک اس پر بھی کوئی کام نہیں ہوا، لیکن کام تب ہوگا میڈم سپیکر! جب وفاقی حکومت اس میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرے گی اور ہم سب کو ساتھ لے کے چلے گی اور ہم اپوزیشن سے بھی یہ درخواست کریں گے کہ آپ ٹائم مقرر کریں، ہم مقرر کرتے ہیں، ہم بیٹھ جاتے ہیں، بیٹھ کے ہم ایک دوسرے سے Views exchange کرتے ہیں کہ ہم کس طریقے سے اس دہشتگردی کا مل کر مقابلہ کر سکتے ہیں؟ یہ ہم سب کا مسئلہ ہے اور یہ جو لاشیں ہم اٹھاتے ہیں، آپ ہی نہیں، ہم سارے روز اٹھا رہے ہیں، ہم نے اس کا سدباب کرنا ہے کہ ہم اس خفیہ دشمن کو، Hidden enemy کو ہم کیسے اس سے اپنے صوبے کو Protect کر سکتے ہیں؟ تھینک یو ویری جُج، میڈم۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Mushtaq Sahib. The sitting is adjourned till Friday, 25th March 2016, 03:00 pm. Thank you.

(اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 25 مارچ 2016ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)